بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۱۹
شمارہ ۳۳

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر
خورشید احمد انور

Regd No P 67

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

اخبارِ احمدیہ

ربوہ - ۷ ظہور (اگست) سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی چند روز ربوہ میں قیام فرما رہ کر ۵ ظہور کی صبح کو چھ بجے بذریعہ موٹر کار ایبٹ آباد کے لئے روانہ ہوئے۔ اور ساڑھے تین بجے سہ پہر بخیریت ایبٹ آباد پہنچ گئے۔ الحمد للہ۔ تازہ ترین موصولہ اطلاع یہ ہے کہ حضور اقدس اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

قادیان ۱۱ ظہور۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعافیت ہیں۔ الحمد للہ

قادیان ۱۱ ظہور۔ محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشان بخیریت ہیں۔ الحمد للہ

قادیان - ۱۱ ظہور۔ ہفتہ زیرِ اشاعت میں بارشوں کا سلسلہ وقتاً فوقتاً جاری رہا جس کی وجہ سے موسم کسی قدر خوشگوار ہو رہا ہے۔

۱۰ جمادی الثانی ۱۳۹۰ھ | ۱۳ ظہور ۱۳۴۹ ہش | ۱۳ اگست ۱۹۷۰ء

سرزمینِ کشمیر میں تبلیغی و تربیتی وفد کا ورودِ مسعود

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ امیرِ وفد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا تبلیغی و تربیتی وفد گزشتہ سالوں کی طرح اجتماعی اور انفرادی دعاؤں کے ساتھ قادیان دارالامان سے مورخہ ۲۵ وفا (جولائی) کو روانہ ہو کر ۲۶ وفا کی شام کو بخیریت تمام سرینگر احمدیہ مسجد میں پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ یہ انشاء اللہ دو ماہ تک علاقۂ کشمیر میں قیام کر کے مختلف احمدیہ جماعتوں میں تبلیغی اور تربیتی اور دینی فرائض سرانجام دے گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے مرکزی نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی طرف سے ریاست کشمیر میں مبلغین کا وفد بھجوایا جاتا ہے اور مبلغین ایک پروگرام کے تحت مختلف جماعتوں میں قیام کر کے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کرتے ہیں جس سے جماعتوں کے افراد روحانی استفادہ کرتے ہیں

حسبِ پروگرام اراکینِ وفد مورخہ ۲۷ وفا (جولائی) کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر واقع محلہ خانیار سرینگر پہنچے۔ قبرِ مسیح پر ایک لمبی اور پُرسوز اجتماعی دعا سے ہمارے پروگرام کا آغاز ہوا۔ محلہ کے کچھ لوگ مبلغین کرام کو دیکھ کر وہاں پہنچ گئے۔ تعارف کے بعد سلسلۂ کلام شروع ہو گیا۔ ان لوگوں کے بعض سوالات کے جوابات دئے گئے محلہ کی مسجد کے خطیب صاحب بھی پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قبرِ مسیح پر وضاحت کے ساتھ پیغام احمدیت ان جمع ہو جانے والے لوگوں تک پہنچانے کا موقع ملا۔ قبرِ مسیح اور عقیدِ احمدیت کے اہم عناوین پر روشنی ڈالی۔ اور بالآخر متفقہ طور پر حاضرین نے صداقتِ احمدیت اور جماعتِ احمدیہ کی اسلامی خدمات کا اعتراف کیا۔ آخر میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اور اس طرح ہمارے وفد کے پروگرام کا نہایت مبارک آغاز ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

بزرگانِ سلسلہ درویشانِ کرام و احباب سے عاجزانہ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اراکینِ وفد کو صحت و سلامتی کے ساتھ مفوضہ امور سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور ہماری مساعی میں اپنے فضل و رحم سے خاص برکت اور تائید رکھ دے اور اس علاقہ میں ان تمام سعید روحوں کو جو روحانیت کی پیاس اپنے اندر رکھتی ہیں فوج در فوج احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ خدمتِ اسلام کا عظیم الشان کام سرانجام دینے کی توفیق پا سکیں۔ اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ اس وقت دنیا میں جماعتِ احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو باوجود تعداد میں نہایت قلیل اور غریب ہونے کے دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی عظیم الشان خدمات انجام دے رہی ہے

تبلیغی و تربیتی وفد کے اراکین، جو مندرجہ ذیل مبلغین پر مشتمل ہیں ان کے لئے تبلیغی و تربیتی حلقے متعین کر دئے گئے ہیں اور وہ سب اپنے اپنے حلقوں میں پہنچ کر مفوضہ فرائض سرانجام دینے میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں میں برکت دے اور ان کی زبانوں میں اثر دے آمین۔

۱۔ مکرم مولوی منظور احمد صاحب فاضل نائب امیر وفد
۲۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم
۳۔ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری فاضل
۴۔ مکرم مولوی محمد حمید الدین صاحب فاضل
۵۔ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر فاضل
۶۔ مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب فرخ فاضل
۷۔ مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب
۸۔ خاکسار عبد الحق فضل

بالآخر میں پھر قارئین بدر کی خدمت میں عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے اور میرے ان ساتھیوں کے لئے دعائیں کرتے رہیں کہ اس دورہ کے دو ماہ کے عرصہ میں ہم بہتر رنگ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کی توفیق پا سکیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے نیک نتائج بھی برآمد ہوں

— آمین —

جلسہ سالانہ قادیان

تاریخہائے انعقاد ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۴۹ ہش / دسمبر ۱۹۷۰ء

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے ۷۹ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ فتح ۱۳۴۹ ہجری شمسی مطابق ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ دسمبر ۱۹۷۰ء رکھی گئی ہیں۔

جملہ عہدیدارانِ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے سب دوستوں کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع فرمائیں تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں مذکورہ بالا تاریخوں جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہو کر اس مقدس اور روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے زیادہ سے زیادہ احباب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
۱۳ ظہور ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۳ اگست ۱۹۷۰ء

سفرِ آزادی کا ۲۳ واں سنگِ میل

کسی بھی نعمت کی قدر و منزلت کا اندازہ اس قیمت سے لگایا جاتا ہے جو اس کے حصول میں صرف کی گئی ہو یا پھر ان قربانیوں سے کیا جاتا ہے جو اس کی خاطر پیش کی گئی ہوں بدر کا یہ شمارہ جب تک آپ کے ہاتھوں میں پہنچے گا تب تک اہلِ ملک وطنِ عزیز کے تیئیسویں یومِ آزادی کا جشن دھوم دھام کے ساتھ منا چکے ہوں گے۔ نئی پود یا آنے والی نسلیں آزادی جیسی اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر و منزلت کا شاید اتنا احساس نہ کر سکیں جتنا احساس اور وقعت ان نگاہوں میں پوشیدہ ہے جنہوں نے بذاتِ خود عہدِ ماضی کی تھوڑی بہت جھلکیاں ملاحظہ کیں۔ نفرت و عداوت اور امتیازاتِ رنگ و نسل کے بھڑکتے ہوئے شعلے دیکھے۔ غیر ملکی تسلط و اقتدار کی جیرہ دستیاں برداشت کیں اور مادرِ وطن کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کروانے کے لئے بیش بہا قربانیاں پیش کیں

سترہویں صدی عیسوی کا آغاز ہندوستان کے سیاسی اور سماجی افق پر نحوست و بدبختی کے سیاہ بادل لے کر آیا اور آنے والے اڑھائی سو سال تک کے لئے ہندوستانیوں کی تقدیر کا فیصلہ کر گیا وہ گھڑی کتنی منحوس ہوگی جب سورت کی بندرگاہ پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ناپاک قدم پڑے یہ وہ دور تھا جب سلطنتِ مغلیہ کے زوال کے امکانات روشن ہوتے جا رہے تھے۔ راجپوت اور مرہٹہ طاقتیں تعمیرِ نو کی بجائے خانہ جنگیوں اور گھریلو تنازعات کی آماجگاہ بنی ہوئی تھیں ایک عظیم سلطنت چھوٹے چھوٹے رجواڑوں میں تقسیم ہونے لگی تھی۔ مذہب و نسل کے سوال پر ہندوستان کی ہندو و مسلم، دو عظیم قومیں ایک عرصہ تک باہمی اخوت و پیار کے عہد و پیمان نبھاتے چلے جانے کے بعد ان راہوں پر چل پڑی تھیں جو بتدریج ایک دوسری سے جدا ہوتی جا رہی تھیں۔ ایک طرف ملک کی متحدہ طاقت کا شیرازہ بکھر رہا تھا تو دوسری طرف ہماری آپس کی منافرت و مناقشت سے حائل ہونے والی خلیجیں اتنی وسعت اور گہرائی اختیار کرتی چلی جا رہی تھیں کہ پھر مستقبلِ قریب میں ان کا پاٹنا تقریباً ناممکن نظر آ رہا تھا۔ انگریز جو پہلے سے ہی اس پراگندگی اور طوائف الملوکی کی امید لگائے بیٹھے تھے اس موقع کو کیونکر ہاتھ سے جانے دیتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے تجارتی جہازوں کے وہی لنگر جو کبھی ہمارے ہی رحم و کرم کا سہارا لے کر ہمارے ساحلوں سے ہمکنار ہوئے تھے ایک وقت ہماری ہی گردنوں میں غلامی کے طوق بن کر جھولنے لگے۔ قوم نے خوابِ غفلت سے آنکھیں کھولیں تو چمنستانِ وطن کا نقشہ ہی بدل چکا تھا۔ ہماری گردنیں غیروں کے آہنی پنجوں میں پھنس چکی تھیں ہمارا وطن، ہماری روح اور جسم، ہمارا تمدن اور تہذیب و ثقافت، ہماری زبان، ادب اور لٹریچر، ہمارے خیالات، جذبات اور احساسات سب ہی کچھ تو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جا چکے تھے۔ ہمارا تمام تر اثاثہ لٹ گیا اور ہم غیروں کے دست نگر بن کر ذرے ذرے کے محتاج ہو گئے۔ ہم نے اپنے سرمائے کی پامالی کو دیکھا مگر اس بھیانک منظر کی تاب نہ لا کر پھر سے آنکھیں موند لیں۔ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ ایک وقتی انقلاب تھا جو آیا اور چلا گیا اور ہم نے اپنے آپ کو وقت اور حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ مگر یہ خوفناک تغیر کب تک نگاہوں سے پوشیدہ رہ سکتا تھا اور کب تک قوم اس سے انجان بنی رہ سکتی تھی۔ زندگی اپنی ڈگر پر رواں دواں ہی تھی کہ ناگاہ اس احساس نے ہمیں پھر سے بیدار کر دیا کہ بہادری کی موت غلامی کی زندگی سے بدرجہا بہتر ہے۔ غلامی جو ہم سے ہمارا سب کچھ چھین لیتی ہے اور غیروں کے آسرے جینے اور پھر سسک سسک کر دم توڑ دینے پر مجبور کر دیتی ہے۔ ہم کب تک اس طوق کو گلے سے لگائے رہیں گے آخر کب تک ہمیں معمولی معمولی ضروریاتِ زندگی کے لئے دوسروں کا محتاج اور دست نگر بنا رہنا پڑے گا۔ اس احساس نے قوم کی رگِ حمیت کو پھر سے پھڑکا دیا اور یک لخت ملک کی وسعتوں میں انقلاب انقلاب کی کی بازگشت سنی جانے لگی۔ یوں تو حصولِ آزادی کی یہ عظیم جدوجہد ۱۷۶۴ء سے شروع ہو چکی تھی جب بنگال کے سرفروشوں نے انگریز سے ٹکر لی اور تاریخ کے ابواب میں بلاسی کی لڑائی کے نام سے ایک نئے باب کا اضافہ ہوا مگر مکمل آزادی کی جدوجہد کا آغاز ۲۶ جنوری ۱۹۲۹ء کو ہوا جس دن انڈین نیشنل کانگریس کی سرکردگی میں کروڑوں ہندوستانیوں نے مکمل آزادی کے حصول کے لئے ہر قسم کی قربانی کا عہد اٹھایا۔ برطانوی حکومت کے ظلم و ستم پہلے ہی کیا کم تھے کہ اس تحریک نے انہیں اپنے عروج پر پہنچا دیا قید و بند، لاٹھی چارج، فائرنگ اور سول نافرمانیوں کا سلسلہ بھیانک صورت اختیار کر گیا۔ مگر آزادی — ایک ایسا خواب تھا جو رہ رہ کر قوم پرستوں کے دلوں میں چٹکیاں لے رہا تھا اور اس خوش آئند و کیف آگیں تصور میں وہ کچھ ایسے کھو چکے تھے کہ زمانے بھر کی اذیتیں بھی انہیں اپنے مقصد سے باز نہ رکھ سکتی تھیں۔ یہی لگن تھی جس نے ان کے ارادوں کو آہنی پختگی بخشی اور ۱۹۴۲ء میں ہند چھوڑ دو تحریک Quit India Movement نے سر ابھارا۔ جس کے سامنے برطانوی سامراج کی تمام تیز ی اور طاقت بے بس ہو گئی۔ بالآخر حکومت کو ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو وہ بل پاس کرنا پڑا جس کے لئے کروڑوں دل عرصہ سے بیتاب اور چشم براہ تھے اور جس کے نتیجہ میں ۱۵ اگست یعنی آزادی کی مسکراتی اٹھکیلیاں کرتی صبح نمودار ہوئی۔

غلامی کی زنجیریں کٹ چکی تھیں اور مادرِ وطن اپنے جاں نثار فرزندوں پر نثار ہوتی جا رہی تھی۔ کتنا کیف آگیں تھا یہ تصور کہ اب ہم آزاد ہیں۔ ہمارا وطن آزاد ہے۔ ہمارے خیالات و احساسات آزاد ہیں۔ ہماری مخصوص تہذیب و ثقافت آزاد ہے اور غیروں کی دستبرد سے محفوظ ہے۔ ہم اپنے سفر کا وہ پہلا سنگِ میل انتہائی ثابت قدمی اور کامیابی کے ساتھ نصب کر چکے تھے جس کے لئے ہم نے ۱۷۶۴ء میں جدوجہدِ آزادی کا آغاز کیا تھا۔ اور بقول پنڈت جواہر لعل نہرو :-

”لوگوں کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ ان کی بیڑیاں کٹ گئی ہیں۔ ان کے سر سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا ہے اور ان کی رگوں میں آزادی کا خون دوڑنے لگا ہے۔ وہ خوف جو انہیں کچلے ڈالتا تھا۔ کافور ہو گیا اور وہ بھی اب سینہ نکال کر اور گردن اٹھا کر چلنے لگے۔“ (میری کہانی ص ۱۲۳)

بلاشک یہ منزل نہ تھی بلکہ ایک سنگِ میل ہی تھا مگر اس کے لئے بھی ہمیں کتنی قربانیاں دینی پڑیں کتنی قیمت چکانی پڑی اور کتنی جانیں نچھاور کرنی پڑیں۔ کیا کوئی تصور کر سکتا ہے —؟

وقت پر لگا کر اڑتا رہا اور ہم یکے بعد دیگرے اپنی راہ پر ایسے کتنے ہی سنگِ میل نصب کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے اور آج جب ہم اپنے اس صبر آزما سفر کا بیشتر فاصلہ طے کر کے تئیسواں سنگِ میل نصب کرنے جا رہے ہیں تو ذہن غیر شعوری طور پر گزشتہ تئیس سالہ دور میں منظرِ عام پر آنے والے ان افسوسناک واقعات پر مرکوز ہو جاتا ہے جو ہماری کامیابی و ترقی کی رفتار کے مقابلے میں بے شک معمولی حیثیت کے حامل ہیں۔ مگر ذہن بار بار کہتا ہے کہ ان چند واقعات کو بھی وقوع پذیر نہیں ہونا چاہیئے تھا کیونکہ یہ ان خوابوں کی قطعاً تعبیر نہیں بن سکتے جو ماضی میں ہم نے اپنے ذہنوں میں سجائے تھے۔ پھر ایسا کیوں ہوا اور کیوں ہوتا جا رہا ہے کیا آئندہ کے لئے اس کا کوئی تدارک ہو گا یا یہ خونفشاں ہنگامے یوں ہی ہمارے خوابوں کو پامال کرتے رہیں گے —؟؟؟

ابھی حال ہی میں بنگال اور بہار میں تشدد و شورش پسندی کے جو افسوسناک واقعات ہوئے اور جن کا سلسلہ اب ملک گیر صورت اختیار کرتا جا رہا ہے انہیں دیکھ کر یہ فکر انگیز سوال ذہن کے تاروں کو جھنجھوڑ ڈالتا ہے کہ جس راہ پر ہم جا رہے ہیں وہ قطعاً اس راہ سے میل نہیں کھاتی جسے گاندھی جی نے اپنایا تھا اور جس کا اظہار وہ بارہا ان الفاظ میں کر بھی چکے ہیں کہ :-

”میں خیالی دنیا کا رہنے والا نہیں مجھے تو عملی اصول پرست ہونے کا دعویٰ ہے۔ عدم تشدد کا مذہب محض رشیوں اور منیوں کے لئے نہیں ہے بلکہ عام انسانوں کے لئے بھی ہے جس طرح تشدد درندوں کا خاصہ ہے اسی طرح عدم تشدد انسانوں کی فطرت ہے۔ درندوں کی روح خوابیدہ ہوتی ہے وہ جسمانی طاقت کے سوا کسی دوسرے اصول سے واقف نہیں ہوتے لیکن انسانی شرف کا یہ تقاضا ہے کہ وہ بلند تر اصول یعنی روحانی قوت کے نظریہ پر عمل کرے۔“ (تلوار کے مشرب۔ بحوالہ میری کہانی ص ۱۴۵)

صاف ظاہر ہے کہ گاندھی جی نے جس پُرامن راستے کی طرف ہماری رہنمائی کی تھی ہم اسی راہ کو چھوڑ کر تشدد و درندگی کی ان ہی راہوں پر چل پڑے ہیں جن سے قبل از وقت ہمیں متنبہ کر دیا گیا تھا۔ اور جن کے بارے میں آنجہانی نہرو اپنے خدشات کا اظہار یوں کر چکے تھے کہ

”کسی قوم کو لڑکانا، حمایتانہ جدوجہد کرنا یا ترکِ موالات کرنا انسان کے لئے کوئی طبعی چیز نہیں ہے لیکن کیا کیا جائے ہماری قسمت ہی میں یہ لکھا ہے کہ ہم اس سرزمین تک جہاں ہمیں کچھ تعمیر کرنا ہے جنگ و جدال اور تباہیوں کے ریگستانوں میں سے گزر کر پہنچیں۔ شاید ہم میں سے اکثر لوگ اپنی زندگیاں انہی دشوار گزار منزلوں کو طے کرنے میں صرف کر دیں گے۔ اور ہماری اولاد یا ہماری اولاد کی اولاد کو یہ موقع نصیب ہو گا کہ وہ تعمیر شروع کر سکے“

کاش ! ہم ان توقعات کو پورا کرتے ہوئے توڑ پھوڑ کی سرگرمیوں سے منہ موڑ کر پھر سے اپنی منزل متعین کر سکتے اور تخریبی کارروائیوں سے دستکش ہو کر وطنِ عزیز کی تعمیرِ نو میں مصروف ہو جاتے — اے کاش !! (انور)

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مغربی افریقہ میں کام کرنیوالے ہمارے اکثر مبلغین کو مقامِ نعیم حاصل ہے

لیکن بعض افسوسناک مثالیں بھی نظر آئیں گو وہ بالکل استثنائی ہیں لیکن ایک زندہ جماعت کو انہیں برداشت نہیں کرنا چاہیئے

میں بہت دعاؤں کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمیں اب اپنے مبلغین کا پرانا نظام بدل دینا چاہیئے

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نئی تدابیر کے بہترین نتائج پیدا فرمائے اور جلد افریقن اقوام اسلام کی آغوش میں آجائیں

خطبہ جمعہ - فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۹ احسان ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۹ جون ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات پڑھیں :-

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ۝ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۝ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

(سورہ مطففین آیت ۲۳ تا ۲۹)

اور پھر فرمایا

ان آیات میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

کہ وہ لوگ جو نیکیوں میں آگے بڑھ جاتے اور سبقت لے جاتے ہیں انہیں مقامِ نعیم میں رکھا جاتا ہے۔ ان کا مقام وہ مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر وقت نعمتوں کا نزول ان پر ہوتا رہتا ہے۔ اور وہ اس مقامِ نعیم کی وجہ سے اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے وہ وافر حصہ پاتے ہیں ان کے چہروں پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی شادابی دنیا دیکھتی ہے۔ محبتِ الٰہی میں ہر وقت وہ مست رہتے ہیں اور یہ محبتِ الٰہی ان کے رگ و ریشہ میں کچھ اس طرح سرایت کر جاتی ہے کہ ان کے وجود مشک کی طرح مہک اٹھتے ہیں۔ اور

اللہ تعالیٰ کی محبت کی خوشبو

لوگ بھی ان کے وجود سے سونگھتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ وہ مقام ہے کہ ایک خواہش کرنے والے، ایک آرزو کرنے والے کو چاہیئے کہ اس مقام کی خواہش کرے۔ اس سے نیچے کی خواہش کوئی خواہش نہیں۔ انسان کو اس مقام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہی آرزو ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے

مقامِ نعیم

عطا کرے۔ اور یہ وہ مقام ہے کہ حقیقی عزت اور حقیقی شان انسان کی اسی مقام میں ہے۔ ایک دنیا دار انسان کو ساری دنیا کی بادشاہتیں بھی حقیقی عزت عطا نہیں کر سکتیں۔ اگر ساری دنیا کی بادشاہتیں اکٹھی ہو کر یہ فیصلہ کریں کہ فلاں شخص دنیا میں معزز ترین انسان ہے اور اسی کے مطابق (ظاہری طور پر) اس سے سلوک کریں لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کے لئے پیار نہ ہو بلکہ غضب کی جھلکیاں نظر آ رہی ہوں تو نہ کوئی عزت ہے اس شخص کی، نہ کوئی شان ہے اس شخص کی۔ یہ مقامِ نعیم کی شان اور عزت اور احترام ہے کہ اللہ کہتا ہے کہ اس کے لئے میں نے تمہیں پیدا کیا۔ اور اس کے حصول کی تمہیں کوشش کرنی چاہیئے

افریقہ کے دورہ میں

واقفین مبشرین کے حالات میں نے دیکھے ان سے ملا۔ جو عزت اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مقامِ نعیم کی وجہ سے قائم کی ہے وہ میرے مشاہدہ میں آئی۔ لیکن کچھ وہ بھی تھے کہ جو مقامِ نعیم کو حاصل نہ کر سکے تھے۔ ان کو بھی میں نے دیکھا اور ان کی زندگیوں کا مطالعہ کیا اور ان پر گہری اور تنقیدی نگاہ ڈالی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان چھ ممالک کے تمام مبشر انچارج جو ہیں وہ ظاہری طور پر جو مجھے نظر آیا (دلوں کا حال تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور مستقبل اور غیب کی خبر صرف اسی کو ہے۔ لیکن جو میں نے محسوس کیا) اور جو میں نے مشاہدہ کیا وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اس مقامِ نعیم میں رہنے والے ہیں۔ بے نفس، اللہ کی محبت میں مست اس کی مخلوق کی خدمت کرنے والے اور

اللہ تعالیٰ کے حکم سے

اس دنیا میں بھی عزت کو پانے والے ہیں نائجیریا میں فضل الٰہی صاحب انوری ہیں غانا میں کلیم صاحب ہیں۔ آئیوری کوسٹ میں قریشی (محمد افضل) صاحب ہیں جن کو پنجابی میں "بیبا مبشر" بھی کہا جا سکتا ہے بہت سادہ اور پیاری ان کی طبیعت ہے بڑی پیار کرنے والی اور آرام سے سمجھانے والی اور اپنے آرام کو اور اپنی بہت سی ضرورتوں کو دوسروں کے لئے قربان کر دینے والی ہے طبیعت ان کی۔ لائبیریا میں نئے مبلغ گئے ہیں امین اللہ سالک۔ ابھی ان کے متعلق پوری طرح تو کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا لیکن اس وقت تک جو کام انہوں نے کیا۔ اس سے یہی پتہ لگتا، وہاں کے پریذیڈنٹ ٹب مین بھی ان کو بڑی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سیرالیون میں ہمارے صدیقی صاحب ہیں۔ گیمبیا میں مولوی محمد شریف صاحب ہیں

میں نے محسوس کیا

کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ نے مقامِ نعیم عطا کیا ہے۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں میں نے ان کے لئے عزت کا مقام دیکھا۔ اسی طرح دنیا کی نگاہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک عزت اور احترام کا مقام عطا کیا ہے۔ ہمارے سفراء ان کی تعریف کرتے نہیں تھکتے۔ دوسرے ملکوں کے سفراء ان سے بڑے پیار سے ملتے ہیں اور پیار کے تعلقات ان کے ساتھ قائم ہیں۔ حکومت ان سے راضی ہے۔ عوام ان پر خوش ہیں غرض ہر لحاظ سے ان کے چہروں پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کی شادابی ہمیں نظر آتی ہے اور ہماری جماعت کو ان کے لئے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہیں ابرار میں رکھے اور ہمیشہ

اپنی نعمتوں کا وارث

انہیں بناتا رہے وہ ابرار کے گروہ میں ہی اس دنیا سے رخصت ہوں اور ابرار کے گروہ میں سے اس دنیا میں وہ اٹھائے جائیں

لیکن بعض نہایت افسوسناک مثالیں بھی نظر آئیں۔ ایک نئے ناتجربہ کار مبلغ گئے ہوئے ہیں (ہم مختلف مقامات پر جاتے تھے تو وہاں کے مقامی لوگ بھی ہمارے ساتھ ہوتے تھے) ایک سفر میں ملک کی ساری جماعت کے پریذیڈنٹ اور ایک نوجوان مبلغ ایک ہی کار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارے قافلے کے بھی ایک دوست اسی کار میں تھے انہوں نے بتایا کہ اتنی بدتمیزی سے ہمارے مبلغ نے اس بوڑھے مومن فدائی سے بات کی کہ میں پریشان ہو گیا۔ لیکن انہوں نے اس مبلغ کو کہا کہ دیکھو! میں بوڑھا آدمی ہوں [illegible]

احمدیت میرے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی ہے تمہاری اس بیہودہ بات کا مجھ پر کوئی اثر نہیں نہ ہو سکتا ہے۔ لیکن میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ اگر تم نے نوجوانوں کے سامنے اس قسم کی بات کی تو تم اس بات کے ذمہ دار ہو گے کہ تم انہیں احمدیت سے دور لے گئے ہو

ایک اور کے متعلق پتہ چلا کہ ہمارے ایک سکول کے معائنہ کے لئے اس ملک کے محکمہ تعلیم کا انسپکٹر، ہمارا افریقن بھائی آیا تو ہمارے مبلغ صاحب کہنے لگے کہ اس کے ساتھ میرا بیٹھنا میری ہتک اور بے عزتی ہے میں اس کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا۔

نتیجہ یہ ہوا

کہ اس نے رپورٹ کی کہ یہ سکول احمدیوں سے چھین لیا جائے اور اس پر قبضہ کر لیا جائے پھر ہمارے مبلغ انچارج ان کے پاس گئے اور ان سے پیار کی باتیں کر کے سمجھایا اور معاملہ کو رفع دفع کیا۔ اس مبلغ کو میں نے کہا کہ جماعت احمدیہ نے تمہیں یہاں فرعون بنا کر نہیں بھجوایا ایک خادم بنا کر بھجوایا ہے۔ اگر تم خدمت نہیں کر سکتے تو واپس جاؤ۔

لیکن یہ استثناء ہیں گو تکلیف دہ استثناء ہیں اور فکر پیدا کرنے والے استثناء ہیں۔ چنانچہ میں نے دعا کی۔ اور میں نے بہت استغفار کیا۔ کیونکہ آخری ذمہ داری بہرحال خلیفہ وقت پر آتی ہے۔ کہ اس قسم کے مبلغوں کو میں نے بھجوایا، جو خود تربیت کے محتاج تھے۔ پھر دعاؤں کے بعد اور بہت استغفار کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ

ہمیں اپنا نظام بدلنا چاہیئے

اس وقت جامعہ احمدیہ سے جو نوجوان شاہد فارغ ہوتے ہیں وہ سارے کے سارے تربیت یافتہ نہیں ہوتے۔ ایک تو جامعہ احمدیہ کو سدھارنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ان میں سے بعض وقف کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں اور اس وجہ سے ان کو اخراج از جماعت بھی کرنا پڑتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو باہر کام کرتے رہے اور ان کو جماعت سے خارج کرنا پڑا کیونکہ ان کی کوئی تربیت نہیں تھی۔ اخراج کے بعد جن کے اندر نیکی اور سعادت ہوتی ہے وہ توبہ کی طرف مائل ہوتے ہیں اور استغفار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ بہتوں کو

اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے

بعض ایسے بھی ہیں جو ٹوٹ جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کو ایک انسان کیا سارے انسان بھی اس سے پھر جائیں تو کیا پروا ہے وہ سب انسانوں کو ہلاک کر کے ان کی جگہ

ایک مخلص اور جانثار جماعت پیدا کرتا ہے قرآن عظیم یہی اعلان کرتا ہے کہ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْقُوَّۃُ وَلَہُ الْعِزَّۃُ کوئی چیز اس کے لئے غیر ممکن نہیں۔ اور عملاً بھی دنیا میں یہ نظارے اللہ تعالیٰ کے قہر کے انسانوں نے دیکھے ہیں۔ پس جامعہ احمدیہ میں کتابی تدریس کے علاوہ خشیتِ الٰہی کی طرف بہت توجہ دینی چاہیئے۔

جن کو میں نے مقام نعیم پر اپنے مشاہدہ کے لحاظ سے پایا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے نفس کو کلیۃً اپنے رب کے لئے قربان کر دیا تھا اور وہ اپنی عاجزی کا ہر وقت اقرار کرتے رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ

ہر عزت اور ہر طاقت

اور ہر اثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے، جس طرح سپین کے ہمارے ایک بادشاہ نے اپنے محل میں رہائش اختیار کرنے سے پہلے ہزاروں جگہ یہ لکھوایا اور زیادہ تر اس کے دماغ میں یہی فقرہ آیا۔ وہی لکھوایا ہوا ہے لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰہُ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو غلبہ حاصل نہیں۔ لیکن اس کے علاوہ "الملک للّٰہ" "القدرۃ للّٰہ" "العزۃ للّٰہ" کو اس نے کثرت سے لکھوایا۔ یہ بڑی لمبی تفصیل ہے۔ اس وقت میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ اور جب یہ محل اللہ تعالیٰ کی حمد کے کلمات سے اس طرح حسین بن گیا تب اس نے وہاں رہائش رکھی۔ چنانچہ

ہمارے یہ ابرار مبشرّ

(اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے اور استقامت عطا کرے) یہ وہ لوگ ہیں جنہیں علم ہے کہ غلبہ اور اقتدار اور قوت اور عزت سب اللہ کی ہے اور حقیقی معنی میں اسی سے ملتی ہے، بے نفس ہو کر وہ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور انتہائی پیار کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پھر وہ غریب جنہیں پیٹ بھر کر شاید کھانا بھی نہ ملتا ہو خدا کی خاطر غربت کی زندگی گزار رہے ہیں سات ہزار میل اپنے رشتہ داروں سے دور لیکن ایسی زندگی کہ "من حبل الورید" سے بھی زیادہ قریب ہے اس کا احساس رکھتے ہیں اور جو دور باتیں ہیں وہ سب بھول چکے ہیں رشتہ داروں سے دوری، ملک سے دوری، اپنے معاشرہ کے حالات سے دوری۔ ہزار قسم کی دوریاں ہیں جن کا انہیں سامنا ہے۔ انہوں نے کسی کی پروا نہیں کی جب انہوں نے خدا کے لئے "بُعد" کی قربانی بھی دی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قرب سے نوازا۔ یہ اس کی شان ہے۔ لیکن اگر ایک شخص بھی ایسا ہو جیسا کہ میں نے مثالیں دی ہیں تو جماعت کی بدنامی کا

موجب، ہماری رسوائی کا باعث اور بڑی قابلِ شرم بات ہے۔

جامعہ احمدیہ میں

بے نفس زندگی گزارنے کا سبق

دینا ضروری ہے۔ یہی اسلام کی روح ہے اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ انسان اپنے وجود کو بکرے کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور رکھ دے کہ چھری پھیرے جس طرح چاہے۔ جب تک یہ روح نہیں پیدا ہوتی ہمارا مبشر "مبشر" نہیں اگر محض چند دلائل سکھا کر ہم نے وہاں تبلیغ کرنی ہو تو بہت سے عیسائی بھی تیار ہو جائیں گے کہ چند دلائل سکھا دو۔ ہم تمہاری تبلیغ کرتے ہیں۔ جو بھی کام کرتا ہے وہ تنخواہ کے ساتھ یہ کام کرنا شروع کر دے گا۔ لیکن ہمیں ایسے مبلغ کی ضرورت نہیں ہمیں تو اس مبلغ کی ضرورت ہے جس کا نفس باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ سے قدرت کو پانے والا اور عزت کو پانے والا اور اثر و رسوخ کو پانے والا ہو۔ غلبہ ہو اس کا۔ لیکن وہ غلبہ اور احترام

اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ

ہو۔ غلبہ تو یہ ہے کہ جو Head of the States ہیڈ آف دی سٹیٹس ہیں وہ بھی بڑی قدر کی نگاہ سے ان لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ ان بے نفس اللہ کے پیارے بندوں کے کاموں کا نتیجہ تھا کہ نائیجیریا کے ہیڈ آف دی اسٹیٹ کو جب میں ملنے گیا تو نوجوان جرنیل جس نے امریکہ کے مقابلہ میں سول وار (Civil war) جیتی تھی۔ ابھی ابھی میرے جانے سے کچھ عرصہ پہلے جیتی تھی۔ بظاہر دنیوی لحاظ سے اس کو بڑا مغرور ہونا چاہیئے تھا لیکن میں جو اس کے لئے بالکل انجان تھا۔ میں مسلمان تھا اور وہ عیسائی۔ اس کے باوجود اس کے ذہن پر

ہمارے کام کا اتنا اثر تھا

کہ وہ مجھے کہنے لگا کہ اس ملک کی ترقی کے جو منصوبے ہیں اور جو کوششیں ہیں ان میں ہم اور آپ، برابر کے شریک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے کاموں کی اس سے بڑھ کر اور کوئی تعریف نہیں ہو سکتی۔ ایک غیر ملک کے سربراہ کو ان حالات میں کہ امریکہ کو اس نے شکست دی تھی اور اسے جائز فخر تھا مجھے کہنے لگا کہ ان غیر ملکی حکومتوں اور غیر ملکی عیسائی مشنز نے پورا زور لگایا کہ ہمارے ملک کو تباہ کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں بچا لیا۔ یہ اس کا فقرہ تھا۔ اس نے عیسائی مشن پر تنقید کی اور ہمارے متعلق یہ کہا کہ ہم اور

آپ ملک کی پروگریس (Progress) میں ملک کی ترقی کی جدوجہد میں اور کوشش میں پارٹنر Partner ہیں۔ برابر کے شریک ہیں۔ یہ تاثر اس قسم کے واقعوں پر محض اس وجہ سے ہے کہ

ہمارے مبلغوں کی بڑی بھاری اکثریت

کا اور مشنری Mission کے انچارج جو ہیں ان کا نفس باقی نہیں رہا۔ انہوں نے سب کچھ اللہ کے حضور پیش کر دیا اور پھر سب کچھ اس سے وصول بھی کر لیا۔ غیر ملکی حاکم جب دوسرے ملک میں داخل ہوتا ہے تو سب کچھ لے جاتا ہے دیتا کچھ نہیں (اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا) لیکن ہمارا پیارا رب، ہمارا رب کریم جب سب کچھ لے لیتا ہے تو جتنا لیتا ہے اس کے مقابلہ میں دینے والے نے گو سب کچھ دیا مگر اتنی سی چیز تھی اللہ تعالیٰ کی عطا کے مقابلہ میں۔ اور اس اتنی سی چیز کو لے کر) اس نے اپنا سب کچھ اسے دے دیا اور اس نے کہا جو میرا ہے وہ سب کچھ تمہارا ہے۔ اور پھر اپنی قدرت کے مظاہرے ان کی زندگی میں ان کو دکھاتا ہے۔ ایک احمدی کی زبان تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھکنی نہیں چاہیئے۔

ہر وقت زبان پر حمد رہنی چاہیئے

ہر احمدی کو بحیثیت احمدی انفرادی طور پر بھی اور جماعتی رنگ میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کرنی چاہیئے کہ جماعت پر اس نے کتنے فضل کئے ہیں۔ اب اتنے بے نفس لوگوں میں چند نفس پرست بھی ہوں تو بڑی نمایاں ہو جاتی ہے ان کی بدی کہ ایک طرف وہ ہے کہ جس کا نفس باقی نہیں اور ایک طرف وہ ہے کہ جس نے نفس کا کوئی حصہ بھی اللہ کی راہ میں قربان نہیں کیا اور ایک انسان جس کے کان میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ یہ آواز پہنچی تھی کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ "کہ میں تمہارے جیسا انسان ہوں۔ اس کے کان میں ہمارے مبلغ کی یہ آواز پہنچی کہ تم اتنے ذلیل ہو کہ اگر میں تمہارے ساتھ بیٹھوں تو میری بے عزتی ہو جائے۔ پس ایسا ذہن جو ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا باغی ہے کہ آپ کی آواز تو ایک افریقن کے کان میں یہ پہنچتی ہے کہ میں تمہارے جیسا انسان ہوں اور تم میرے جیسے انسان ہو۔ لیکن ایک مبلغ منسوب تو ہوتا ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اور کہتا یہ ہے کہ تمہارے ساتھ میرا بیٹھنا بھی میری بے عزتی ہے۔ یہ خالص شیطانی فقرہ ہے جو فرعون

کے منہ سے تو نکل سکتا ہے لیکن ایک شریف انسان کے منہ سے بھی نہیں نکل سکتا۔ کجا یہ کہ ایک احمدی مبلغ کے منہ سے نکلے پس

جامعہ احمدیہ کو اپنی فکر کرنی چاہیئے

جامعہ احمدیہ میں (مجھے رپورٹ ملی ہے۔ میں نے تحقیق ابھی نہیں کی کہ) بعض ایسے اساتذہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی کلاس میں یہ کہا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو تفسیر کی ہے وہ غلط ہے۔ اور میں تمہیں صحیح تفسیر بتاتا ہوں۔ ایسا استاد جامعہ احمدیہ کی کیسے تربیت کر سکتا ہے؟ پھر تو وہ اس شخص کے خلاف بھی بغاوت کریں گے۔ خدا کے خلاف بھی بغاوت کریں گے۔ کیونکہ بغاوت کا سبق ان کو جامعہ احمدیہ میں دیا گیا ہے۔ خدا کو نہ ایسے استاد کی ضرورت ہے اور نہ ایسے شاگرد کی ضرورت ہے۔ پس جامعہ احمدیہ کو اپنی فکر کرنی چاہیئے اور جماعت کو جامعہ احمدیہ کی فکر کرنی چاہیئے پھر جب فارغ ہو جاتے ہیں تو بعض تو ہماری غلطیاں ہیں اس حقیقت کو ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے۔ ایک نیا نیا نوجوان فارغ ہوتا ہے ہم اسے باہر بھیج دیتے ہیں۔ اس کی نہ کوئی تربیت کی، نہ ہم نے اس کے ذہن کو پالش (polish) کیا وہ باہر جا کر غلطیاں کرے گا۔ ہم بھی اس کے ذمہ دار ہیں کیونکہ

اس وقت تک یہ دستور رہا ہے

کہ اگر جامعہ احمدیہ سے آٹھ شاہد کامیاب ہوئے چار تحریک جدید میں چلے گئے اور چار چلے گئے، صدر انجمن احمدیہ میں۔ جو صدر انجمن احمدیہ کے حصہ میں آئے ان کو یہیں خدمت کا موقع ملتا ہے۔ اور جو تحریک میں گئے۔ تحریک ان کو یہاں تو نہیں رکھ سکتی وہ انہیں باہر بھیج دیتی ہے۔ ابھی تک ہم نے اس کو پوری طرح پالش (Polish) نہیں کیا۔ اس کی پوری تربیت نہیں کی۔ اس کے پورے حالات نہیں معلوم کہ وہ کیسا کام کر سکتا ہے۔ اس کو ہم ایک ابتلاء میں ڈال دیتے ہیں۔ اس حد تک ہماری ذمہ داری ہے جس حد تک کہ اس نے اپنے مقام کو نہیں پہچانا یہ اس کی ذمہ داری ہے انسان کا مقام تو دراصل عاجزی کا مقام ہے۔ سر کا مقام زمین ہے بلندی نہیں۔ جسم کے اوپر لگا ہوا ہے لیکن ہے اس کا مقام پاؤں پر

لائبیریا کے پریذیڈنٹ ٹب مین

نے ہماری دعوت کی ان کے محل میں جو کھانے کا کمرہ ہے اس کی چھت شیشوں کی ہے جس میں آدمی نظر آتا ہے۔ لیکن چھت پر اگر شیشہ ہو تو دیکھنے سے سر نیچے نظر آئے گا اور پاؤں اوپر نظر آئیں گے۔ وہاں جا کر بیٹھتے ہی میں نے انہیں کہا کہ میں آپ کے اس کمرے میں آ کر بہت خوش ہوا ہوں کیونکہ یہاں جو انسان آتا ہے اس کو پتہ لگ جاتا ہے کہ اس کے

سر کا اصل مقام کونسا ہے

وہ اس سے بہت محظوظ ہوئے۔ اگرچہ ان کی عمر تراسی سال ہے مگر وہ بڑا بیدار مغز انسان ہے اور وہ اپنی قوم کے لئے باپ کی طرح ہے۔ میں نے اس میں یہ بڑی خوبی دیکھی ہے وہ کسی سے بھی بات کرے وہ اسے باپ سمجھے گا اور باپ ہی کہے گا اس نے اپنے ملک کی ۱۹۴۴ء سے اس وقت تک بڑی خدمت کی ہے

ان کا دستور ہے کہ کھانے کے بعد کھڑے ہو کر چھوٹی سی تقریر کرتے ہیں میں نے بھی کی۔ وہ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ ہوں تو میں عیسائی۔ لیکن میں خدائے واحد و یگانہ پر ایمان رکھتا ہوں اور سارے مذاہب میرے لئے برابر ہیں۔ میں بحیثیت پریذیڈنٹ مذہب مذہب میں تفریق نہیں کر سکتا۔ اور پھر اس نے کہا کہ میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ اس وقت

روحانیت کا ایک بادشاہ

ہمارے درمیان موجود ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہلوایا۔ میں تو ایک عاجز اور ناکارہ انسان ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب فضل کرنا چاہتا ہے۔ تو ایک ناکارہ ذرّہ کو بھی ایک مقام دے دیتا ہے عزت کا، اور وہ (مسٹر ٹب مین) بہت خوش تھے اور لوگوں کو کہا کہ یہ بابرکت وجود ہے۔ ان کے وجود سے امید ہے ہمارے ملک کو برکت ملے گی۔ یہ کلمات اس کے منہ سے نکلے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے ہمارے دل میں کبھی ایسی خواہش ہی پیدا نہیں ہوئی ہمیں دنیا نے کیا دینا ہے۔ دنیا کے سب سربراہ مل کر بھی مہدی معہود علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ کو وہ عزت نہیں دے سکتے جو اسے پہلے ہی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں حاصل ہے۔ لیکن

اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھ کر

ایک عجب لُی ہے، پھر بلکی ہے۔ اس سے زیادہ لمبی چوڑی واقفیت بھی نہیں ہے۔ اور جو کلمات اس کے منہ سے نکلے وہ کسی کتاب میں تو اس نے نہیں پڑھے۔ وہ تو فرشتوں نے اس کے دل میں القاء کئے اور اس کی زبان نے ان کو ظاہر کر دیا۔ اس قسم کی عزت تو ہمارے بے نفس مبلغ جو وہاں ہیں ان کو بھی مل رہی ہے۔ لیکن جس نوجوان کو یہ سبق ملے گا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر میں غلطیاں کیں اور آؤ اب ہم ان کو درست کریں اس نے کیا خدمت کرنی ہے جا کر۔ وہ تو قطع ہو گیا ٹوٹ گیا۔ یہ فقرہ سننے کے بعد تو اس کے پرخچے اڑ گئے۔

اب میں

ایک نئی تنظیم کا اعلان

کرنے لگا ہوں۔ میں نے بہت سوچا، بہت دعائیں کیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزانہ جھکا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمیں اپنا پرانا طریق بدل دینا چاہیئے۔ اور یہ چیز پہلے مبلغین پر بھی حاوی ہو جائے گی اور نئے آنے والوں پر بھی۔ کہ نہ کوئی تحریک کا ہوگا نہ کوئی انجمن کا ہوگا۔ تمام واقفین کا ایک خاص گروہ بن جائے گا۔ ایک جماعت ایک پول Pool ہوگا۔ ایک ریزروائر Reservior ہوگا۔ ایک تالاب ہوگا جس میں یہ روحانی مچھلیاں اجتماعی زندگی گزاریں گی۔ اور تربیت حاصل کریں گی اور نشوونما پائیں گی۔ نئے اور پرانے اس پول میں ملے جائیں گے۔ جو پرانے ہیں ایک سال کے اندر ہم ان کی سکرین Screen کریں گے یعنی بصیغۂ راز ان کے تمام حالات، ان کی ذہنیت وغیرہ وغیرہ معلوم کریں گے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی میں کوئی نقص ہو تو اس کی وجہ سے اس کو باہر نہ بھیجا جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے حالات یا اس کی ذہنیت ایسی ہو کہ وہ یہاں بہت اچھا کام کر سکتا ہو باہر نہ کر سکتا ہو۔ یہ سارے کوائف ہم اکٹھے کریں گے اور اسی طرح مثلاً آٹھ، جو میں نے مثال دی تھی کہ جامعہ سے جو نئے فارغ ہوئے ہیں ان نئے فارغ ہونے والوں کو اس پول میں بھیج دیا جائے گا نہ کوئی تحریک کے پاس جائے گا نہ انجمن کے پاس۔ لیکن تعداد دونوں کی مقرر ہو جائے گی۔ مثلاً پہلے ساٹھ مبلغ ہیں اس سال آٹھ نئے مبلغ پیدا ہوئے ہیں تو چار ان کے حصہ میں آئیں گے تو یہ ہو جائے گا کہ پہلے تحریک جدید کے ساٹھ تھے اب چونسٹھ ہو گئے اور اگر پہلے اسّی مبلغ ہیں صدر انجمن احمدیہ کے پاس اب ان کو چار ملے تو چوراسی ہو گئے۔ لیکن وہ کون کون ہوں گے اس کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ وہ پول کے ہوں گے اور وہیں سے باہر جائیں گے۔ اور کوئی شخص باہر نہیں جائے گا جب تک

کم از کم تین سال تک

اس نے پاکستان میں کام نہ کیا ہو۔ اور اس کے حالات اور اس کی ذہنیت کا ہمیں علم نہ ہو۔ اور پہلوں کی سکریننگ Screening تو اسی سال ہوگی۔ اور نئے آنے والوں کی سکریننگ تین سال کے بعد ہوگی۔ اور پھر ان میں سے ایئر مارک Ear mark یعنی معین کر دئے جائیں گے۔ یعنی نشاندہی ہو جائے گی کہ یہ مبلغ ایسے ہیں جو بیرونی ممالک میں کام کرنے کے قابل ہیں۔ پھر جتنے ان کے حصے کے ہیں اتنے ان میں سے باہر بھیج دئے جائیں گے

ایک اور خرابی

یہاں پیدا ہوتی تھی کہ جب وہ واپس آتے تھے تو ان کا کوئی کام نہ ہوتا۔ باہر وہ مبلغ انچارج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک مقام دیا ہے اور عزت دی ہے لیکن اسے یہاں کوئی کام نہیں ہوتا۔ دفتر میں کلرک لگا دئے جاتے ہیں۔ وہ بے نفس تھے پرواہ نہیں کرتے تھے کلرکی کرنے تھے لیکن اس لحاظ سے ان کی طبیعت پر بہرحال اثر پڑتا تھا۔ ان کو کسی علمی کام میں لگایا جاتا تبلیغ کے میدان میں رکھا جاتا۔ نئی کتابیں پڑھائی جاتیں تحقیق کروائی جاتی۔ یہ ان کا کام تھا۔ لیکن چونکہ اس قسم کا تحریک کے پاس کام نہیں ہوتا اس واسطے ان سے وہ ایسے کام کروانے پر مجبور ہوتے تھے اس میں ان کا کوئی نقص نہیں

پھر سوال یہ ہے

کہ ان کو تین سال یہاں کیوں رکھا جائے پہلے بھی کچھ باہر ہیں ہمارے مجلس کی تجاویز ہیں اب میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ کسی شخص کو تین سال سے زیادہ باہر نہیں رکھنا وہ یہاں آئے۔ جو پرانے مبلغ تھے دس دس پندرہ پندرہ سال باہر رہے۔ ان کے لئے عملاً بعض الجھنیں پیدا ہو گئیں۔ مثلاً ایک جرمنی کا مبلغ ہے وہ پانچ سال کا بچہ وہاں لے کر گیا۔ اگر وہ بارہ سال سے وہاں ہے تو سترہ سال کی عمر کا وہ بچہ ہو گیا۔ ساری ابتدائی تعلیم اس نے جرمن زبان میں حاصل کی۔ اب وہ یہاں آئے تو اس کی تعلیم کا حرج ہوتا ہے وہاں رہے تو اس کے ایمان کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے عجیب کشمکش پیدا ہو گئی تھی میں نے تو ان کو یہی کہا ہے کہ

اپنے ایمانوں کی حفاظت کرو

اللہ تعالیٰ تمہارے بچوں کی پرورش کرے گا۔

لیکن ان کے خاندانی حالات میں صرف یہ پیچیدگی پیدا ہوئی۔

اگر ہم تین سال کے لئے باہر بھیجیں تو

میں اپنی بہنوں کو یہ سنانا چاہتا ہوں

کہ اگر ایک عیسائی لڑکی نوجوان اپنے بال کٹوا کر ساری عمر کے لئے Catholic nun (کیتھولک نن) بنتی ہے اور تثلیث کے ساتھ یہ عہد کرتی ہے کہ میں تثلیث کی خدمت کے لئے کنواری رہوں گی تو کیا آپ بہنیں توحید کی خدمت کے لئے اپنے خاوندوں سے علیحدہ نہیں رہ سکتیں؟ اگر آپ اتنا بھی قربانی کا پیش نہیں کر سکتیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی جائز وجہ ہوگی کہ آپ اپنے خاوندوں سے خلع لے لیں۔ یہ آپ کے لئے بھی بہتر ہے اور ... بھی بہتر ہے۔ اور ... کے لئے بھی بہتر ہے۔ لیکن اگر

آپ کے دل میں اللہ کی محبت

در بیار ہے تو اس قربانی کے لئے جو عیسائی نن کی قربانی کے مقابلہ میں بالکل حقیر ہے تیار ہو جائیں۔

بس ہمیں اپنے مبلغوں کو تین سال سے زائد عرصہ تک باہر نہیں رکھنا چاہیئے۔ چاہے ہم انہیں چھ مہینہ کے لئے بلائیں۔ پہلے چونکہ گورنمنٹ کے لئے پیسے کم تھے۔ جب خاندان بچوں سمیت باہر چلے جاتے تھے خرچ زیادہ ہوتا تھا تو تحریک کے لئے مجبوری تھی۔ یعنی پہلا جو قانون تھا وہ مجبوراً جاری کیا گیا تھا کہ مبلغ کے ساتھ ان کے بیوی بچوں کو بھی بھیج دو۔ دس دس پندرہ پندرہ سال وہاں رہیں گے اب تجربہ کے بعد ہمیں پتہ لگا کہ یہ درست نہیں ہے۔ سوائے اس مبشر کے کہ جس کا بیوی کے ساتھ جانا جماعتی کام کے لئے ضروری ہے۔ باقیوں کو قربانی دینی چاہیئے دو تین سال کے بعد واپس آ جائیں گے۔ بہت سے معصوم احمدی ناجائز طور پر پانچ پانچ سال کی قید کی سزا بھی بھگتتے ہیں کئی ایک کا مجھے بھی علم ہے۔ بالکل بیگناہ لیکن جھوٹی گواہیوں پر پانچ پانچ سال کی سزا ان کو مل گئی۔ کیا اس قیدی کی بیوی اپنے خاوند سے پانچ سال علیحدہ نہیں رہتی۔ تو کیا تم

اپنے رب کے عاشق

کی خاطر تین سال برداشت نہیں کر سکتیں اور وہ علیحدہ رہتی ہے تو اسے کوئی ثواب نہیں ملتا اور اگر تم علیحدہ رہو گی تو تمہیں ثواب ملے گا۔ وہ علیحدہ رہتی ہے تو اس کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اور تمہاری دیکھ بھال کرنے والے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل ہے۔

یہ صحیح ہے کہ آپ بہنیں بعض دفعہ اپنے حقوق سے زیادہ کا مطالبہ کرنے لگ جاتی ہیں (دنیا کی حرص میں)، اور آپ کی وہ بات نہیں مانی جاتی۔ تو پھر آپ کے دل میں شکوہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اگر دنیا کی حرص نہ ہو اور صرف جائز حقوق ہوں تو جائز حقوق کی حفاظت کی ذمہ دار جماعت اور مہدی معہود کا خلیفہ ہے لیکن

یہ فیصلہ کرنا بہر حال نظام کا کام ہے

اور خلیفۂ وقت کا کام ہے۔ آپ کو اس دنیا میں بھی بہت سی سہولتیں مل جاتی ہیں کئی بہنیں وہاں جا کر اپنے خاوندوں کو پریشان کرتی ہیں۔ کیونکہ دنیا کی حرص ان میں ہوتی ہے۔ ان کی پوری تربیت نہیں ہوئی ہوتی۔ اور عجیب کشمکش پیدا ہو جاتی ہے ایک مبلغ اور اس کی بیوی کے درمیان۔ وہ بے نفس زندگی گزارنا چاہتا ہے اور یہ ایسی کہ اس کا نفس موٹا اور دنیا کی لالچ اور حرص اس پر گھر میں جھگڑا رہتا ہے۔ اس لئے وہ اپنا کام پورا نہیں کر سکتا۔ لیکن بہت سی بیویاں

اللہ تعالیٰ کی فدائی

بے نفس ایسی دیکھی ہیں کہ ہر وقت ان کے لئے دعائیں کرنے کو دل چاہتا ہے۔ کلیم صاحب کی اَن پڑھ بیوی ان کے ساتھ گئی تھی۔ ان کو باہر گئے ہوئے بڑا لمبا عرصہ ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ اب وہ جلد واپس آ رہے ہیں۔[1] ان کی بیوی نے منصورہ بیگم کو بتایا۔ وہ کہنے لگی کہ جب میں یہاں آئی تو میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ نہ مجھے انگریزی آئے نہ کوئی اور زبان آئے اور اردو تھوڑی بہت آتی ہے وہ بھی زیادہ نہیں آتی۔ اور میں ایک مبلغ انچارج کی بیوی بن کر یہاں آئی ہوں۔ مگر کوئی خدمت نہیں کر سکتی دعا کرتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالا کہ تم انگریزی سیکھنے کی بجائے ان کی مقامی زبان سیکھ لو۔ پھر انہوں نے بڑی محنت سے وہاں سالٹ پانڈ کی زبان سیکھ لی اور بڑی اچھی زبان بولتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خواہش اور آرزو کو پورا کیا۔ ایسی خواتین

مقامِ نعیم کی طرف

لے جانے والی ہیں۔ ان کو توفیق ملی کہ انہوں نے سینکڑوں افریقن احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا اور اس کا ترجمہ سکھایا۔ کیونکہ ان کی زبان میں بڑی روانی سے بات کرتی تھیں بس ایسی بھی ہیں لیکن بعض دوسری قسم کی بھی ہیں۔ جیسے بعض استثنار (مبلغوں) کے ہیں۔ یہ استثناء ہیں اکثریت ایسی نہیں۔ جو گندی مثالیں ہیں وہ بالکل استثنائی ہیں۔ لیکن

ہم ایک زندہ جماعت ہیں

اور ایک زندہ جماعت میں ایک مثال بھی ایسی ہو تو اس کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اور نہ برداشت کرنا چاہیئے۔ ورنہ آہستہ آہستہ زنگ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور زندگی کے بجائے موت کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً چھ ملکوں میں ہمارے درجنوں مبلغ ہیں ماشاءاللہ صرف دو کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کے ہیں۔ وہ ہیں بھی نوجوان۔ اور غیر تربیت یافتہ غلطی کی کہ فوراً ان کو باہر بھجوا دیا۔ اسی طرح ہماری مستورات ہیں وہاں ان کا بڑا اثر و رسوخ ہے۔ وہ بڑی خدمت کر رہی ہیں وہ ایک قسم کی مبلغ اور مبشرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزائے خیر دے۔ اور اپنے خاوندوں کے ساتھ انہیں بھی مقامِ نعیم میں رکھے۔ لیکن عورتوں میں بھی استثناء ہیں۔ ہماری جو بہن ایسی ہوگی یعنی مبلغ کی بیوی جسے ہم سمجھیں گے کہ اس کو ساتھ جانا چاہیئے اس کے لئے شرط لگا دیں گے کہ چھ مہینے وہاں کی زبان سیکھے کیونکہ انگریزی کی نسبت وہاں کی مقامی زبان کا جاننا بہت ضروری ہے۔ متعدد مقامات پر یہ ہوا کہ مبلغ نے کہا کہ آپ کے سامنے بارہ ہزار آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ ان کا محتاط اندازہ غلط تھا۔ میں نے حساب لگایا تو بیس ہزار سے زیادہ سالٹ پانڈ میں ہمارے مرد و زن جمع تھے) وہ کہتے تھے کہ ان میں سے صرف دس فیصدی انگریزی جانتے ہیں۔ اس لئے ترجمہ ہوگا۔ یہ نہیں کہ کھڑا ہو کر میں انگریزی میں بات کروں اور صرف ایک زبان میں خطبہ ہو جائے۔

لیگوس کی مسجد کے افتتاح

اور خطبہ جمعہ کے موقع پر دو مترجم رکھنے پڑے ایک کریول زبان میں ترجمہ کرتے تھے (یہ عیسائیوں کی زبان ہے جس میں کچھ انگریزی کے لفظ صحیح شکل میں اور کچھ بگڑے ہوئے، کچھ دوسری زبانوں کے ملے جلے ہیں۔ وہ زبان ایک عجیب ملغوبہ سا ہے) ایک اور زبان تھی ان کی جو باہر سے آئے ہوئے تھے۔ مجھے کہا گیا کہ نصف لوگ یہ زبان سمجھیں گے اور نصف وہ زبان سمجھیں گے اس لئے دو مترجم کھڑے تھے۔ مجھے بڑی مشکل پیدا ہو گئی۔ میں ایک فقرہ کہتا تھا اس کا پہلے ایک زبان میں ترجمہ ہوتا۔ پھر دوسری زبان میں ترجمہ ہوتا۔ پھر میری باری آتی تھی۔ میں تو ذہن پر بڑا بوجھ ڈال کر تسلسل قائم رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ ایک اور جگہ وہ کہنے لگے کہ صرف پانچ چھ فیصدی انگریزی سمجھیں گے۔ باقی جو ہیں قریباً نصف نصف ایک نصف حصہ ٹمنی زبان جانتا ہے اور دوسرا نصف حصہ مینڈے زبان جانتا ہے۔ میرے ساتھ دو مترجم کھڑے کر دئے یہ کام اسی طرح ہوا۔

بس یہاں سے جو ہماری بہن

خدمت کے جذبہ سے

جانا چاہے اور ہم بھی اس کو بھیجنا چاہیں تو اس کے لئے یہاں پانچ چھ مہینے زبان سیکھنے کا انتظام کریں گے

ایک اور سکیم ہے میں کسی اور وقت جماعت کو بتاؤں گا۔ یہاں ان کو مقامی زبان کے کئی سو فقرے ہم یاد کرا دیں گے اور وہاں جا کر دو چار مہینے میں بڑی جلدی روانی کے ساتھ بولنے لگ جائیں گی۔ بس بعض مقامات پر بعض حالات میں ہمیں مبلغوں کی بیویاں بھی بھیجنی پڑیں گی۔ لیکن جماعتی مفاد جہاں ہوگا وہاں انہیں بھیجیں گے۔ جہاں جماعتی مفاد نہیں ہوگا وہاں ہماری احمدی بہن کو اور ایک مبشر کی بیوی کو اور اس کے بچوں کو یہ قربانی دینی پڑے گی کہ تین سال تک اس سے جدا رہیں۔ اب تو میں بڑی سختی کے ساتھ تین سالہ پابندی کروا رہا ہوں۔ پھر یہاں جو آتے ہیں ضروری نہیں کہ ہم تین سال تک ان کو یہاں رکھیں۔ چھ مہینے یا سال یا تین سال ہم یہاں رکھیں گے۔ یا ممکن ہے وہ دوبارہ جائیں ہی نہ کیونکہ وہ تو پول ... کے ہوں گے۔ پول میں اگر ساتھ مبلغ تحریک کے ہیں تو تحریک پول میں سے چنیدہ اور سکریننگ کے بعد تربیت کرنے کے بعد۔ ریفریشر کورس کے بعد ان کو باہر بھیجے گی۔ اور جو باقی ہیں ان کی بھی یہاں سکریننگ کے بعد نظارت اصلاح و ارشاد کو دیں گے۔ اور باقیوں میں سے ممکن ہے پانچ دس ایسے ہوں کہ ہم ان کو کہیں کہ تم ربوہ میں رہو۔ اور ریفریشر کورس کرو۔ یا تو اپنی تربیت کر لو کوشش اور دعا کے ساتھ یا پھر ہم تمہیں فارغ کر دیں گے۔ غرض ہم نے خانہ پُری نہیں کرنی۔ کیا خانہ پُری سے اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوگا؟

اللہ تعالیٰ ہم سے یہ چاہتا ہے

کہ ہم زیادہ سے زیادہ مخلصین اس کی راہ میں قربان کریں۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے خوش نہیں ہو سکتا کہ چند سو غیر مخلص بارتبت اس کے حضور پیش کر دو جس طرح بعض لوگ قربانی کرتے وقت جو سب سے

---

[1] خطبہ کے شائع ہونے کے وقت وہ واپس آ چکے ہیں

لاغر بکرا ہوتا ہے اس کی قربانی کر دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ انسانوں کا جسم جو تمام اجسام سے زیادہ اچھا ہے خدا کی نگاہ میں اور فائق بھی زیادہ ہے۔ اس کے گوشت کی بناوٹ جانور جیسی نہیں۔ جانور کے گوشت کو انسانی جسم تحلیل کرتا ہے۔ اور اپنے مطلب کی چیز لے لیتا ہے اور جو اس کے جسم سے مناسبت نہیں رکھتا اسے باہر نکال دیتا ہے فضلے کے ذریعہ سے۔

ایک دفعہ میں لاہور جا رہا تھا کہ لاہور سے دس بارہ میل دور سے مجھے بیل اور گائیں لاہور کی طرف جاتی ہوئی نظر آئیں۔ میں موٹر میں تھا۔ ان کی ہڈیاں نکلی ہوئی اور گوشت غائب۔ صرف چمڑا اور ہڈیاں نظر آ رہی تھیں ان کی شکل میں نے دیکھی۔ میں نے کہا یہ جا رہے ہیں مذبح خانے۔ انسانوں کی غذا بنیں گے۔ ہماری کار نے جب ہارن بجایا تو ان میں سے ایک اسی طرح کا نیم مردہ بیل ہارن کی آواز سن کر اور ڈر کر دوڑا اور وہ تین گز ہی دوڑا ہو گا کہ اس کی حرکت قلب بند ہو گئی اور مر گیا۔ یہ تو انسان کی مناسب غذا نہیں۔

پس انسان کو بہترین

اشرف المخلوقات

بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے اور اشرف ہی اس کو بننا چاہیئے۔ جسمانی قویٰ کے لحاظ سے بھی اور روحانی تربیت کے لحاظ سے بھی۔ پس با اخلاق اور روحانی انسان بنا کر مبلغوں کو باہر بھیجنا چاہیئے وہاں مبلغ، ہیں سے اسی کا اثر ہے جو دعا کرنے والا اور بے نفس ہے۔ اور اس کا اثر ہونا چاہیئے۔ جب ہم نے خدا کی طرف بلانا ہے تو جو خدا سے دور ہو گا وہ خدا کی طرف کیسے بلائے گا۔ خدا کی طرف تو وہی بلا سکتا ہے جو خدا کا مقرب ہو گا۔ جس کو اس کا قرب حاصل ہو گا جس کو خود اس کا قرب حاصل نہیں وہ دوسرے کو قرب کی راہیں کیسے دکھا سکتا ہے۔ تو

تبلیغ کے لئے بنیادی چیز یہ ہے

کہ وہ بے نفس ہو۔ غرور اور تکبر اس میں نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کا زندہ تعلق ہو۔ اور یہ قومیں، خصوصاً افریقہ کی پیار کی اتنی بھوکی ہیں اور اتنی پیاسی ہیں کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ زیمبیا کے ایک وزیر لنڈن کے ایروڈروم پر اتفاقاً مل گئے تھے جب ہم واپس آ رہے تھے ان کا ہائی کمشنر بھی ان کے ساتھ تھا اور ایک دس بارہ سال کا بچہ بھی ساتھ تھا میں نے اس کو گلے لگا لیا۔ اور پیار کیا۔ اس کا اتنا اثر ہوا زیمبیا کے وزیر اور ہائی کمشنر پر کہ وہ میرا شکریہ ادا کر رہے تھے اور ہونٹ ان کے پھڑپھڑا رہے تھے۔ اتنے جذباتی ہو گئے تھے۔ چنانچہ میں نے شیخ صاحب سے بات کی تو وہ کہنے لگے کہ یہ بات تو ان کے تصور میں بھی نہیں آ سکتی کہ کوئی ان کے بچے کو پیار کر سکتا ہے۔ اتنی مظلوم ہیں وہ قومیں۔

اتنی پیار کی وہ پیاسی ہیں

اور ہم وہاں اسلام کی محبت اور پیار اور ہمدردی اور غمخواری اور مساوات اور جذبۂ خدمت (یہ ہمارے ہتھیار ہیں) دے کر اپنے مبلغوں کو بھیجتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ ان کے بچوں کو گود میں اٹھائے یہ کہے کہ ان کے ساتھ بیٹھنے میں میری بے عزتی ہے۔ تو کام کیسے کرے گا۔ وہ محبت کا پیغام کامیاب کیسے ہو گا۔

وہاں میں نے

دھڑلے کے ساتھ عیسائیوں کو یہ کہا

کہ میں مانتا ہوں کہ جب تم صدیوں پہلے ان ملکوں میں داخل ہوئے تو تمہارا بھی یہی دعوےٰ تھا کہ تم عیسائیت کی محبت کا پیغام لے کر آئے ہو لیکن تمہارے پیچھے یورپی ممالک کی فوجیں اپنی توپوں سمیت داخل ہوئیں۔ اور ان توپوں کے دہانوں سے محبت کے پھول نہیں برسے بلکہ گولے باہر نکلے اور جو تباہی انہوں نے مچائی تم جانتے ہو۔ اس پر زیادہ روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ عیسائیت محبت کے پیغام کا دعوےٰ کرنے کے باوجود ناکام ہوئی۔ اور اسے ناکام ہونا چاہیئے تھا کیونکہ اس سے زیادہ پیار اور حسین محبت کا پیغام

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ

آسمان سے نازل ہو چکا تھا۔ اب ہم یہاں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر آئے ہیں اور پچاس سالہ خدمت اور محبت اور ہمدردی اور غمخواری اور مساوات کا سلوک اس بات پر شاہد ہے اور تم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ نہ تمہاری سیاست میں ہمارا کوئی دخل نہ اس سے کوئی دلچسپی۔ نہ تمہارے مال میں کوئی دلچسپی۔ ایک دھیلہ تمہارے ملکوں سے باہر نہیں نکالا۔ بلکہ لاکھوں روپے باہر سے لا کر تمہارے ملکوں میں خرچ کئے ہیں۔ اس لئے ہم جو پیغام محبت، ہمدردی اور غمخواری اور مساوات کا لے کر تمہارے پاس آئے ہیں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے وہ ضرور کامیاب ہو گا، ناکام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حقیقی معنی میں محبت کا جو پیغام دنیا کی طرف آیا انسانی

تاریخ اس بات پر شاہد ہے

کہ کبھی بھی وہ ناکام نہیں ہؤا۔ اس لئے ہم جیتیں گے دنیا جتنا چاہے زور لگا لے اسلام کی فتح اور اس کے غلبہ کے دن آ گئے ہیں۔ اور بڑی تحدی سے میں یہ اعلان کرتا تھا۔ امریکہ سے پیس کور Peace core کے کچھ استاد جو ہمارے سکولوں کے ساتھ بھی حکومت نے لگائے ہوئے ہیں ایک موقع پر احمدی سکولوں کے ساتھ تو Bo میں جب پندرہ سو طالب علم جمع تھے تو ان کے ساتھ ان کو بھی آنا پڑا۔ سارے اساتذہ ان کے ساتھ تھے۔ میری تقریر کے بعد وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے جو ہمارے دوستوں نے بھی سنیں۔ وہ کہنے لگے کہ حضرت صاحب نے اتنی تحدی کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ

اسلام کے غلبہ کے دن

آ گئے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی اس لئے ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیئے اور یہ بات بھی ان کے نقطۂ نگاہ سے فکر کی بات ہے۔ اور ہمارے نقطۂ نگاہ سے دنیا کے لئے خوش قسمتی کے دن ہیں۔ کہ یہ خدا سے دوری میں دن گزار رہے تھے۔ اب خدا تعالےٰ کے قرب کی راہیں ان پر کھولی جا رہی ہیں۔ بہرحال اپنے نقطۂ نگاہ سے ان کو یہی کہنا پڑا کہ ہمیں اب اپنی فکر کرنی چاہیئے۔ پس ہمارا جو مبلغ حقیقی معنی میں

محبت اور ہمدردی اور غمخواری اور مساوات

اور جذبۂ خدمت لے کر وہاں نہیں جاتا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ محبت بھرا پیغام ان کو نہیں پہنچاتا وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ آپ کی تو یہ کیفیت تھی لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ یہ جذبہ اگر اس کے دل میں نہیں ہے تو وہ ناکام مبلغ ہے اس کا کوئی اثر نہیں ہے اگر یہ ان سے محبت نہ کرے۔ میں سانتا سات آٹھ آٹھ دن مختلف ملکوں میں رہا ہوں مگر جتنے بچوں سے میں نے پیار کئے ہیں اتنے ہمارے سارے مبلغوں نے تین سال میں بھی نہیں کئے ہوں گے۔ پھر میں ان کے بڑوں کا بھی بہت خیال رکھتا تھا۔

جب ہم Bo پہنچے ایک سو ستر میل سفر تھا۔ گرمی۔ حبس۔ کھانا بھی بے وقت اور میرا جسم کوفت کی وجہ سے کام کے قابل نہیں تھا۔ میں اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ جسم انکار کر رہا تھا کام کرنے سے۔ وہاں بے وقت پہنچے اس وقت مجھے اطلاع ملی کہ دو ہزار سے زیادہ احمدی یہاں پہنچ گیا ہے لاج میں۔ اور وہ کہتے ہیں ہمیں معلوم ہے کہ حضرت صاحب تھکے ہوئے ہیں لیکن ہمیں صرف اپنی شکل دکھا دیں۔ اور ہم سلام کریں گے اور چلے جائیں گے میں نے سوچا اگر وہ میری شکل دیکھنے کے بھوکے تو مجھے بہرحال تکلیف اٹھانی چاہیئے۔ میں نے انہیں کہا میں تمہیں شکل ہی نہیں دکھاؤں گا میں تم سے مصافحے بھی کروں گا۔ پھر

میں نے ان سے مصافحے کئے انکو گلے لگایا

دو گھنٹے کے قریب میں نے ان سے مصافحے کئے میرا حال یہ تھا کہ ایک وقت ایسا بھی مصافحوں کے دوران آیا کہ مجھے یقین تھا کہ میں بیہوش ہو کر گر جاؤں گا۔ لیکن یہ ان کا حق تھا جسے میں نے بہرحال ادا کرنا تھا۔ ایک ڈاکٹر صاحب جو ڈیوٹی پر تھے بطور ڈاکٹر کے تو ان کی ضرورت نہیں پڑی لیکن وہ پانی وغیرہ کا خیال رکھتے تھے۔ ان کو میں نے کہا کہ میری یہ حالت ہے دس دس منٹ کے بعد مجھے پانی دیتے چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ دو دو چار چار گھونٹ پانی کے مجھے پکڑاتے تھے تو میں پی لیتا تھا اور مجھے سہارا مل جاتا تھا۔ اور سارا وقت میں نے ایسا کیا۔ جتنے پیار میں نے ان کے بچوں سے ایک ایک ملک میں کئے اور جس قدر محبت اور شفقت کا سلوک ان کے بڑوں سے کیا وہ بے ثمر نہیں رہا۔ اکرہ سے کماسی ۱۷۰ میل ہے۔ اور کماسی ٹیچی مان سے ۷۰ میل کے قریب۔ وہاں سے کئی سو میل شمال مغرب کی طرف ہماری WA کی جماعتیں ہیں وہ علاقہ وا کہلاتا ہے۔ وہاں بھی ہماری بہت جماعتیں ہیں۔ میں کماسی سے جس روز جا رہا تھا ستر میل دوسری طرف۔

ٹیچی مان کی مسجد کے افتتاح کیلئے

مجھے بتایا گیا کہ وا کے دو سو احمدی لبیں لے کر آج رات پہنچ رہے ہیں یعنی جس صبح کو ہم نے ٹیچی کے لئے چلنا تھا اس سے پہلی رات کو انہوں نے مجھے یہ کہا۔ میں نے انہیں کہا کہ اب تو ٹیچی مان کا پروگرام ہے اور یہ قریب تھا وہاں کیوں نہیں آئے۔ تو وہ کہنے لگے کہ وہ رستے ٹھیک نہیں یہ اچھا رستہ ہے چنانچہ وہ کماسی پہنچ گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ ان سے کہو پھر انتظار کرو۔ میں ستر میل وہاں گیا۔ وہاں سارے دن کا پروگرام تھا۔ پھر ستر میل واپس آیا۔ مغرب سے ذرا پہلے پہنچے۔ نماز پڑھانے چلا گیا۔ سکول میں کئی ہزار آدمی آ جاتا تھا مغرب و عشاء میں (کماسی میں) انہیں کہا کہ نماز کے بعد صبح مجھ سے ملیں۔ میں نے یہ خیال نہیں کیا کہ [illegible] تھکا ہوا ہوں تیسے آرام [illegible] ڈیڑھ دو گھنٹے [illegible] مجھے نیند نہ

آتی تھی۔ اب آنی شروع ہوئی ہے۔ بہرحال وہاں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ یہ

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل

ہے اور میں یہ نہیں کہہ رہا کہ میں نے تکلیف اٹھائی۔ کیونکہ میں نے کوئی تکلیف نہیں اٹھائی اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا کہ اس کے باوجود میری صحت اچھی ہو گئی۔ ڈاکٹر کی مجھے ضرورت نہیں پڑی۔ بشاش ہنستا کھیلتا میں ان کے اندر رہا ہوں۔ سارا وقت نماز کے بعد میں مردوں سے ملا اور منصورہ بیگم مستورات سے۔ (منصورہ بیگم کو اللہ تعالیٰ جزا دے انہوں نے بڑا کام کیا میرے ساتھ) اور افریقن مستورات کی بڑی خدمت کی ہے۔ مثلاً مستورات سے ملنا ملانا ورنہ ان کی تسلی نہیں ہوتی۔ بہرحال مجھے خیال آیا کہ کئی سو میل سے آئے ہیں۔ زیادہ وقت میرے ساتھ رہ نہیں سکے۔ صبح ہی انہوں نے واپس چلے جانا ہے۔ یہی گھنٹہ دو گھنٹہ ہیں جو بیٹھ سکتے ہیں میرے ساتھ۔ دوسروں کی نسبت، جن کو زیادہ وقت ملا ہے، یہ زیادہ مستحق ہیں میں ان کے لئے کیا کروں کہ ان کا حق ادا ہو جائے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ میں معانقہ کروں گا۔ چنانچہ سوا سو آدمیوں کے ساتھ میں نے معانقہ کیا اور پھر تقریر کی اس موقع پر ان کی زبان بولنے والا کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ میری انگریزی زبان کا ترجمہ کر دیتا۔ بڑی مشکل پیش آئی۔ میں تو بہرحال انگریزی بولتا تھا اور ہمارے مبلغ کو بھی وہ زبان نہیں آتی تھی۔ پھر پتہ لگا کہ عربی سمجھنے والے چند ایک ان میں ہیں۔ میں نے کہا پھر میں عربی بولوں گا۔ پھر تقریر جو کرنی تھی وہ میں نے عربی میں کی۔ پھر ترجمہ ہوا اس کا۔ پھر میں نے معانقہ کیا اور معانقہ سے ان کو جو خوشی ہوئی اس کا اندازہ آپ نہیں کر سکتے۔ ان میں سے ایک کی تصویر سلائیڈ مولوی عبدالکریم صاحب نے لی۔ وہ میں اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔ کسی وقت دکھاؤں گا۔ آپ دیکھیں گے کہ ان کے چہرہ سے اطمینان اور محبت اور پیار اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے ملے جلے جذبات کا اتنا خوبصورت مظاہرہ ہے کہ

دل حمدِ باری سے بھر جاتا ہے

پس اللہ کے فضل سے ہزاروں سے معانقہ کیا۔ ہر ملک میں، اور سینکڑوں ہزاروں کو پیار کیا۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے مبلغوں نے تین تین سالوں میں بھی اتنا پیار نہیں کیا ہوگا۔ یہ قومیں پیار کی بھوکی ہیں۔ بڑے مخلص ہیں۔ لیکن ہمارے مبلغوں کو اس کا خیال نہیں وہ وہاں مستقل بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہر وقت کا ملنا جلنا ہے۔ اگر وہ بھی اسی طرح بچوں سے پیار کریں بڑوں کو سینے سے لگائیں۔ ان سے ہمدردی کریں اور پیار اور محبت کا مظاہرہ کریں۔ ان کی بیویاں وہاں کی احمدی مستورات سے پیار کریں تو ساری قوم احمدیت قبول کر لے۔

ایک دن میں نے پچاس ہزار سے ایک لاکھ کے درمیان عیسائی اور بدھ مذہب والوں کو دیکھا کہ مجھے دیکھ کر خوشی سے ناچنے لگتے ہیں۔

ان پر کیا چیز اثر کر رہی تھی

(ویسے تو اللہ کا فضل تھا اسی کا فضل ہے) انہوں نے دیکھا کہ ایسا آدمی آیا ہے جو ہم سے پیار کرتا ہے۔ اور ہمارے بچوں کو سینے سے لگا لیتا ہے۔ ہمارے مردوں سے معانقہ کرتا ہے اور اسے اپنے آرام کا کوئی خیال نہیں۔ ہمارے پیار میں محو ہے۔ ان کے پیار سے میں نے جسمانی قوت بھی بڑی حاصل کی۔ میں کم خور ہوں۔ میں نیند ویسے بھی نہیں لے سکا۔ لیکن اس محبت اور پیار سے میری روح غذا لے رہی تھی۔ اور میرا جسم پوری طرح مطمئن تھا۔ غرض یہ اثر عیسائیوں پر تھا۔ آپ کہیں گے کہ یہ کیسے پتہ لگا کہ یہ عیسائی ہیں۔ عیسائیوں کا پتہ اس طرح لگتا تھا کہ مسلمان سڑکوں پر ناچتے نہیں۔ عیسائی اور بد مذہب والے ناچتے ہیں۔ چنانچہ مجھے دیکھ کر جو ناچنے لگ جاتے تھے میں سمجھتا تھا کہ یہ یا تو عیسائی ہے یا مشرک ہے بہرحال مسلمان نہیں ہے۔ احمدی ہو یا غیر احمدی، ان کی عورتیں اور مرد اس طرح سڑکوں پر نہیں ناچتے۔ رقص اور ناچ عیسائی معاشرے کا ایک حصہ ہے

اسلامی معاشرے

کا حصہ نہیں ہے۔ چنانچہ ایک دن میں پچاس ہزار سے زاید غیر مسلم مجھے دیکھ کر خوش ہوئے ویسے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بڑی حمد کی۔ نہ جان نہ پہچان غیر مذہب کا ایک آدمی ان کے اندر آیا ہے یہ اسے دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ وہاں مذہبی لڑائیاں نہیں لیکن ایک مخالفت تو ہے نا۔ وہاں ہم نے اعلان کیا کہ ہم شکست دیں گے عیسائیت کو پیار کے ساتھ، شکست دیں گے دلائل کے ساتھ۔ آسمانی نشانوں کے ساتھ شکست دیں گے۔ بہرحال ہمارا اور ان کا مقابلہ ہے) لیکن اس کے باوجود مجھے دیکھ کر وہ خوش ہوتے تھے۔ اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو باہر سے آیا ہے۔ ہمیں نہیں جانتا لیکن اس کے دل میں ہمارا پیار ہے۔ اس کا جواب مجھے مل رہا تھا۔ میں وہاں پر اپنے مبلغوں کو کہتا رہا تھا کہ دیکھو! نہ جان نہ پہچان نہ ہم مذہب نہ ہم خیال نہ کوئی واسطہ جب وہ مجھے دیکھتے ہیں میں مسکراتا ہوں تو وہ بھی مسکراتے ہیں۔ بڑے افسردہ چہروں کو بھی میں نے دیکھا۔ گو اتنے زیادہ افسردہ چہرے تو مجھے نظر نہیں آئے۔ لیکن ایک سنجیدہ آدمی کو جب بھی میں نے سلام کیا تو بشاش ہو کر اس کے دانت نکل آتے تھے اور سلام کا جواب مسکرا کر دیتا تھا۔ میں نے اعلان کیا کہ "آج کا دن مسکراہٹوں کا دن ہے تبسم کرنے کا دن۔ میں نے کہا آج کے دن

اتنی مسکراہٹیں چہروں پر کھلی ہیں

کہ آج کے دن کو میں مسکراہٹوں کا دن قرار دیتا ہوں اور اس کا اعلان کرتا ہوں۔ اور جب ان کے ہیڈ آف دی سٹیٹ سے میں نے ملاقات کی تو ان کو میں نے کہا کہ میں نے کل کے دن کو مسکراہٹوں کا دن قرار دیا ہے، کیونکہ مسلم بھی غیر مسلم بھی، عیسائی بھی مشرک بھی پچاس ہزار سے لاکھ تک مسکراہٹیں میں نے تمہاری قوم سے وصول کی ہیں۔ اس پر وہ بڑا خوش تھا۔ میں نے کہا کہ یہاں مجھے کوئی بد امنی، کوئی غصہ، کوئی رنجش کوئی لڑائی اس قوم میں نظر نہیں آئی۔ چنانچہ وہ بڑا خوش ہوا۔ اسے خوش ہونا چاہیئے تھا کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا اچھا لیڈر دیا ہے۔ اور اس لیڈر کو دنیوی لحاظ سے بڑی اچھی قوم دی ہے۔ ابھی ہم نے ان کو دین سکھانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں قائم کرنی ہے۔ وہ علیحدہ بات ہے۔ لیکن دنیوی لحاظ سے وہ بڑی اچھی قوم ہے اور ان کا لیڈر بڑا اچھا ہے۔ کرنے والا ہے پریس کانفرنس میں پوچھا گیا کہ آپ کا ہمارے لیڈر کے متعلق کیا خیال ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ تمہیں اپنے لیڈر پر فخر کرنا چاہیئے

You should be proud of him

اور اسے تم پر فخر کرنا چاہیئے

He should be proud of you

اسے تم پر فخر کرنا چاہیئے۔ ایسی اچھی قوم اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے

بات یہ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ

وہ پیار کے بھوکے اور پیاسے ہیں

میں غیر ملک سے گیا۔ نہ جان نہ پہچان۔ میں نے ان کو پیار دیا اور پیار ان سے وصول کیا۔ اور ان کے لئے یہ بڑی حیرت انگیز بات تھی کہ ایک مسلم رہنما، اپنی جماعت کا ہیڈ خلیفہ اور امام۔ اور وہ آکر بے تکلف ایک غریب آدمی کے بچہ کو اٹھاتا اور اس کو پیار کرتا ہے۔ وہ حیران ہو کر دیکھتے رہتے اور خوشی سے اچھل پڑتے تھے۔ جہاں رکنا پڑتا تھا وہاں دوسرے بچوں کو بھی اسی طرح پیار دیتا تھا ہر ایک کو پتہ تھا کہ ہمارے ساتھ ایک پیار کرنے والا آگیا ہے۔ پس ہمارے ایسے مبلغ وہاں جانے چاہئیں کہ جو ایک طرف اپنے ربِّ کریم سے انتہائی ذاتی محبت اور پیار کرنے والے ہوں اور دوسری طرف اس

ربِّ کریم کی مخلوق سے پیار کرنے

اور پیار سے ان کی خدمت کرنے والے ہوں تب ہماری جیت ہوگی۔ وہ جو بد تمیزی سے اپنے بڑوں سے بات کرتے ہیں یا جو یہ سمجھتے ہیں کہ کالے افریقن کے ساتھ بیٹھنے سے ان کی بے عزتی ہو جاتی ہے وہ نہ مخلوق کی خدمت کر سکتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ کا پیار دلوں میں قائم کر سکتے ہیں۔ کچھ ان کا قصور ہے، کچھ ہمارا قصور ہے اب میں نے نظام بدل کر اس کا اعلان کر دیا ہے اس کے لئے میں ایک کمیٹی بناؤں گا کیونکہ اس کے لئے بہت سی دفتری باتیں ہیں ان کا فیصلہ کرنا ہے ان کے پراویڈنٹ فنڈ اور ان کے حقوق وغیرہ کے متعلق ان سب پر غور کر کے اس پول کے اندر لے کر آنا ہے۔ خدا کے فضل سے مالی معاملات کے احمدی ماہر اس وقت گورنمنٹ میں کام کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو میں نے پیغام بھیج دیا ہے کہ ایک ہفتہ کی چھٹی لے کر یہاں آجاؤ تب وہ پول بن جائے گا۔ ان شاء اللہ لیکن ان ساری باتوں کے علاوہ جو بنیادی بات ہے وہ میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ انسان کی تدبیر بھی اچھے نتائج نکالتی ہے جب اللہ تعالیٰ کا فضل اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے ساتھ ہو اس لئے آپ سب دعائیں کریں اور میں بھی دعائیں کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ایک نئی تدبیر ذہن میں ڈالی ہے اس کو ٹھیک طور پر عملی جامہ پہنانے کی بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے اور اس کے بہترین نتائج نکالے تاکہ جو ہم محسوس کر رہے ہیں کہ اگر ہم انتہائی کوشش کریں تو بہت جلد ساری کی ساری قومیں احمدیت کی آغوش میں آجائیں گی۔ یہ نظارہ ہم اپنی زندگیوں میں آٹھ دس سال کے اندر اندر دیکھ لیں اور اس سے زیادہ خوشی اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور تھے۔ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن نہ دیکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حسن کے جلوے بھی نہیں دیکھے وہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین امتی حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دور ہیں۔ یہ سارے حسن اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے مختلف جلوے جو اس دنیا میں نظر آتے ہیں وہ جو ان کو پہچاننے لگیں اور اس حسن کے گرویدہ ہو جائیں اور ان حسنوں سے برکتیں حاصل کریں اور دین و دنیا کی ترقیات انکو ملیں اور وہ بھی اس مقام نعیم پر آجائیں حم حم

حم حم کر دیا جب انکے چہروں پر نگاہ ڈالے تو انہیں کالے رنگ نہ نظر آئیں بلکہ انہیں منور دل نظر آئیں اور ساری دنیا ایک برادری اور ایک خاندان بن کر امن اور سکون کی اور اطمینان کی اور محبت و پیار کی زندگی گزارنے لگ جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری ہے

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی فاضل نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

ہمارے اور اہلِ پیغام لاہور کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں۔ ہمارے نزدیک آپ پر ایمان لانا ضروری ہے اور اہلِ پیغام کے نزدیک ایمان لانا ضروری نہیں اور آپ پر ایمان لانے کے بغیر بھی مسلمان کہلانے والے حقیقی مسلم ہیں مگر ان کا یہ خیال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے صریح مخالف ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان لانا فرض ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۱)

اہلِ پیغام اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت درحقیقت آنحضرت صلعم کی بعثت ثانیہ ہے

۲- اب ذرا حضور کی دوسری تحریر ملاحظہ ہو فرماتے ہیں :-

"دنیا میں ماموروں کے انکار کے برابر کوئی شقاوت نہیں۔ اور ان کے قبول کرنے کے برابر کوئی سعادت نہیں اور سب سے بڑے شقی وہ شخص ہیں جن کی شقاوت کو کوئی نہیں پہنچتا ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا۔ دوسرا وہ جس نے خاتم الخلفاء کو نہ مانا" (الہدیٰ صفحہ ۲)

پس اہلِ پیغام کا مسلک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک کے سراسر خلاف ہے

۳- حضورؑ فرماتے ہیں :-

"جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے وہ ضرور اس سے روشنی لے گا۔ لیکن جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا" (فتح اسلام)

۴- تریاق القلوب والی سابقہ تحریر کو رد کرتے ہوئے ایک شخص کے جواب میں فرماتے ہیں :-

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ آپؑ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور جو شخص آپؑ کی تکفیر کرتا ہے یا آپؑ کو نہیں مانتا دونوں کفر میں مبتلا ہیں

پس ان عبارات سے اظہر من الشمس ہے کہ آپؑ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ لیکن جناب مولوی محمد علی صاحب سابق امیر اہلِ پیغام نے حضرت مسیح موعودؑ کے ان بیانات کے خلاف "ردّ تکفیر اہلِ قبلہ" کتابچہ شائع کیا اور اس میں لکھا کہ تمام مسلمان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانتے مسلمان ہیں۔ گویا یہ بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا ضروری نہیں۔ ایک شخص آپؑ کا منکر رہ کر بھی حقیقی مسلمان ہو سکتا ہے

بحثیں چلتی رہیں اور مولوی محمد علی صاحب جماعت قادیان کے خلاف دیگر مسلمانوں کو بھڑکاتے رہے۔ مگر خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اسی نے مولوی محمد علی صاحب کے قلم سے تمام کلمہ گو مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دلوا دیا اور مولوی محمد علی صاحب نے اعلان کر دیا کہ ان کے فرقہ کے سوا باقی سب مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ کیونکہ وہ سب ختم نبوت کے منکر ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کا اعلان ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں :-

"جو لوگ نیا نبی تو نہیں مانتے لیکن وہ کسی پرانے نبی کا آنا بعد از حضرت ختمی پناہ مانتے ہیں وہ بھی منکر ختم نبوت ہیں جیسے کہ وہ جو آپؐ کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔"

"حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے میں سوائے ایک ہماری جماعت احمدیہ لاہور کے کوئی جماعت اسلامی ختم نبوت کی قائل نظر نہیں آتی"

(اخبار پیغام صلح لاہور ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

پھر لکھتے ہیں :-

"بیشک ختم نبوت کے منکر کو میں بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (حوالہ مذکور)

مولوی محمد علی صاحب کے اس اعلان نے بتلا دیا کہ انہوں نے ردّ تکفیر اہلِ قبلہ کا اپنا سابقہ مسلک ترک کر دیا اور مسلمانوں پر تکفیر کا فتوے دے کر اپنے مسلک کے پرخچے اڑا دیئے۔ گو انہوں نے وجہ تکفیر اور قرار دے لی مگر مسلک وہی اختیار کر لیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت قادیان کا ہے جب وہ سب ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو بحث ختم ہو گئی۔

مگر لاہوری فریق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس بیان کا جو حضور نے عدالتی کمیشن پاکستان کے روبرو دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانا جزوِ ایمان نہیں حضور کے منشاء کے خلاف من گھڑت مفہوم لے کر اسے آئے دن اعتراضات کا نشانہ بناتا رہتا ہے۔ ان کو اس بارے میں جواب دے کر اس کا مفہوم صحیح بتایا گیا مگر انہوں نے اس جواب کی کبھی پرواہ نہیں کی اور اپنی ڈفلی بجاتے چلے جاتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پہلے تو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانا مسلمان ہونے کے لئے ضروری قرار دیتے تھے مگر عدالت میں ڈر کر اور خوف زدہ ہو کر اور مصلحتِ وقت سے کام لے کر اپنے سابقہ مسلک سے ہٹ گئے اور اس کے برخلاف یہ جواب دے دیا کہ حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری نہیں اس کے ثبوت میں یہ حصہ پیش کیا جاتا ہے کہ عدالت نے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ کیا مرزا صاحب پر ایمان لانا جزوِ ایمان ہے اور آپ نے اس کا یہ جواب دیا تھا کہ آپ پر ایمان لانا جزوِ ایمان نہیں

مگر یہ اہلِ پیغام کی ناسمجھی و نادانی ہے کہ انہوں نے ان دونوں باتوں کو ایک سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ نہ عدالت نے آپ سے یہ سوال کیا کہ کیا مرزا صاحب زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں اور کیا آپ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے اور نہ آپ نے اسے یہ جواب دیا کہ آپ زمرۂ انبیاء میں داخل نہیں اور نہ آپ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ رہا یہ فقرہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا جزوِ ایمان نہیں تو اس کا مذکورہ بات سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ عدالت کا سوال ایک اور ہی نوعیت کا تھا اور حضور کا جواب بھی اسی نوعیت سے متعلق ہے۔ پس سوال و جواب کی نوعیت کو ملحوظ رکھ کر اور سیاق و سباق کو دیکھ کر اس کا مطلب سمجھنا چاہیئے نہ کہ نادانوں اور بچوں کی طرح گڑبڑ کر کے اپنی نادانی کا ثبوت دینا چاہیئے

اہلِ پیغام نے سخت دھوکا کھایا ہے اور پھر دھوکا دینے کی کوشش کی۔ کیونکہ یہ سوال کہ کیا مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری ہے؟ اس سوال سے بالکل مختلف ہے کہ "کیا مسیح موعود کا ماننا جزوِ ایمان ہے"۔ اگر عدالت یہ سوال کرتی کہ کیا مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری ہے؟" اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی یہ جواب دیتے کہ آپؑ پر ایمان لانا ضروری نہیں تو بیشک اہلِ پیغام کا استدلال درست ہوتا۔ مگر ایسا نہیں۔ عدالت کا سوال یہ تھا کہ کیا مسیح موعود کا ماننا جزوِ ایمان ہے؟" پس جبکہ عدالت کا یہ سوال تھا تو اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کہ مسیح موعود پر ایمان لانا جزوِ ایمان نہیں "یہ معنے نہیں رکھتا کہ مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ تشتّان ما بین الفضل والخمر یہ نتیجہ اخذ کرنا اہلِ پیغام کی طرف سے سراسر مغالطہ ہی ہے

پس جب کہ عدالت کا یہ سوال تھا کہ "کیا مسیح موعود پر ایمان لانا جزوِ ایمان ہے؟" اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے بھی اپنے جواب میں صرف اسی قدر فرمایا کہ "مسیح موعود پر ایمان لانا جزوِ ایمان نہیں" تو اس سے یہ کہاں سے نکل آیا کہ مسیح موعودؑ پر ایمان لانا ضروری نہیں جزوِ ایمان ہونے یا نہ ہونے کا مطلب کچھ اور ہی ہے۔ اس کا وہ مطلب جو اہلِ پیغام نے پیدا کر لیا ہے قطعاً درست نہیں۔ اس کا یہ مطلب بتانا کہ مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری نہیں عدالت کے سوال اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے جواب کے منشاء کے سراسر خلاف ہے۔ اس لئے اہلِ پیغام کا اعتراض باطل ہے

عدالت کے سوال اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کے جواب کا مدعا وہ نہیں ہے جو کوتاہ فہموں نے سمجھا ہے۔ اب میں اس جگہ عدالت کا سوال اور حضور کا جواب نقل کر کے اصل حقیقت پیش کرتا ہوں :-

سوال عدالت :-

"از راہ کرم ذکرِ الٰہی کے صفحہ ۲۲ کو دیکھئے جس میں مندرجہ ذیل عبارت آتی ہے "پہلا تو یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں دو گروہ ہیں ایک مومن دوسرے کافر پس جو حضرت مسیح موعود پر ایمان

لانے والے ہیں وہ مومن ہیں۔ اور جو ایمان نہیں لائے خواہ ان کے ایمان نہ لانے کی کوئی وجہ ہو کافر ہیں" کیا یہاں لفظ کافر مومن کے مقابلہ پر استعمال نہیں ہوا"؟

جواب :-

" اس عبارت میں مومن سے مراد وہ شخص ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لاتا ہے اور کافر وہ شخص ہے جو آپ کا انکار کرتا ہے"

عدالت کا سوال :-

" کیا مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لانا جزو ایمان ہے"

جواب :-

" جی نہیں۔ یہاں پر لفظ مومن صرف مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لانے کے مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے نہ کہ اسلام کے بنیادی عقیدوں پر ایمان لانے کے مفہوم میں"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے جواب کا آخری فقرہ بتا رہا ہے کہ حضور کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ مراد اسلام کے بنیادی عقائد و جزئیات ایمان نہیں کہ کافر سے یہ مراد لے کر کہ وہ اللہ۔ رسول۔ کتب آخرت۔ ملائکہ کے منکر ہیں ان کو ظاہری دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا جائے۔ آخر وہ بھی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے تہتّر فرقوں میں سے بہتر فرقے ہیں۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت سے خارج نہیں۔ وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ ہاں مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے وہ بیشک کافر ہیں۔ اور حقیقی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ مگر اس کفر سے مراد اسلامی بنیادی جزئیات ایمان کا کفر نہیں کہ وہ ظاہری دائرہ اسلام سے خارج ہوں۔ ایسا ہی ایمان سے اس جگہ بنیادی اسلامی جزئیات وایمانیات پر ایمان مراد نہیں کیونکہ وہ تو ان کو بدستور پہلے سے مان رہے ہیں۔ بلکہ اس جگہ ایمان سے مراد مسیح موعود پر ایمان لانا ہے۔ ایسا ہی کفر سے مراد صرف مسیح موعود کا انکار ہے۔

پس اس سوال کا کہ کیا مرزا صاحب پر ایمان لانا جزو ایمان ہے؟ یہ جواب دیا گیا ہے کہ "نہیں"۔ یعنی آپ پر ایمان نہ لانے کے یہ معنے نہیں کہ آپ پر ایمان لانے والا بنیادی جزئیات وایمانیات پر ایمان لایا ہے اور آپ کا منکر مسلمان اپنے انکار کی وجہ سے ان امور کا منکر ہو گیا ہے کہ اسے ظاہری دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے دیا جائے ہاں وہ آپ کا منکر ہونے کی وجہ سے بیشک کافر ہے جیسا کہ ایک نبی کا منکر کافر ہوا کرتا ہے۔

یہ مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ یہودی مسیح کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ منکر تورات یا حضرت موسےٰ کا کافر ہو گیا ہے۔ ہاں عام رنگ میں بیشک کہا جا سکتا ہے کہ جو مسیح کو نہیں مانتا وہ کافر ہے کیونکہ ایک نبی کا انکار رب کا انکار ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے تہتّر فرقے ہو جائیں گے۔ اور ان میں سے بہتّر غیر ناجی اور جہنمی ہوں گے صرف ایک ہی فرقہ جنتی ہوگا۔ اب ملاحظہ ہو کہ کس طرح آنحضرت صلعم نے ایک فرقۂ امت کے سوا باقی تمام فرقہ ہائے اُمّت کو جہنمی قرار دے کر حقیقی دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ پس بہتّر فرقے ہیں تو ظاہری دائرۂ اسلام کے اندر مگر وہ حقیقی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ اس لئے وہ حقیقی مسلم و مومن کہلانے کے مستحق نہیں بلکہ وہ حقیقتاً اس سے منکر ہیں اور کافر منکر ہی کو کہتے ہیں۔

اہل پیغام کہتے ہیں کہ " اس جواب سے ثابت ہو گیا کہ مسئلہ نبوت و تکفیر مسلمین نماز پنجگانہ۔ نماز جنازہ اور رشتہ ناطہ کے متعلق وہی مسلک صحیح تھا جو حضرت مولانا محمد علی صاحب کا تھا"

اور ہم کہتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کا مسلک ہی کونسا تھا۔ ایک طویل مدت تک وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی ہونے کی منادی کرتے رہے۔ اور ان کی بیسیوں تحریرات میں آپ کے لئے "نبی" کا لفظ موجود ہے۔ ان کا خیال تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ساری جماعت انہیں علامۃ الدہر تسلیم کرتے ہوئے متفق کر کے خلافت کا متفقہ طور پر حقدار قرار دے دیگی لیکن جماعت جس کے سر پر خدا کا ہاتھ تھا اس نے خلافت کے حقیقی اہل حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو چن لیا اور مولوی محمد علی صاحب اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا کر رہ گئے اور خفیہ ریشہ دوانیوں میں مصروف رہے۔ ان کا خیال تھا کہ خلافت اولیٰ تو گئی۔ اب خلافت ثانیہ کا چانس موجود ہے۔ وہ صبر کے تلخ گھونٹ پی کر رہ گئے۔ مگر جب خلافت ثانیہ کا وقت آیا تو اللہ تعالےٰ نے جماعت کی پھر رہنمائی فرمائی اور وہی پچیس سالہ "ناتجربہ کار نوجوان" منتخب ہوا جسے خدا تعالےٰ نے خود آسمان پر منتخب فرمایا تھا کیونکہ خلیفے خدا ہی بنایا کرتا ہے۔ لیستخلفنّھم کا یہی مفہوم ہے

اب جبکہ مولوی محمد علی صاحب کے لئے خلافت ثانیہ کا چانس بھی ختم ہو گیا اور وہ پوری طرح جماعت کی سرداری کے حصول سے مایوس ہو گئے تو لاہور تشریف لے گئے۔ جماعت بھی گئی۔ خلافت بھی نہ مل سکی۔ مگر سرداری کا شوق دل میں تھا لہٰذا اپنے چند ہم خیالوں کو ساتھ ملا کر "حضرت امیر ایدہ اللہ" کہلائے

اب صورت حال یہ تھی کہ خلافت ملی نہ تھی۔ آئندہ ملنے کی امید نہ تھی۔ جماعت متفقہ طور پر دو مرتبہ انہیں خلافت کے نااہل قرار دے چکی تھی۔ لہٰذا چھ سال تک الوصیۃ کے مطابق خلافت کی بیعت میں رہنے کے بعد سرے سے نظام خلافت ہی کا انکار کر دیا۔ اور چونکہ خلافت مستلزم ہے نبوت سے۔ لہٰذا خلافت کے بھی انکار اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے بھی انکار۔ (کاش "پیغام صلح" لاہور سے اور کر دو جناب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آل اولاد سے۔!

افسوس! مولوی محمد علی صاحب کا وہ مسلک جو اوپر بیان ہوا ہے اور واقعات کے عین مطابق از تاریخ کا ایک دردناک باب ہے اس پر اہل پیغام اتراتے ہیں اور بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم تو تمام اہل قبلہ سے رشتے ناطے بھی کرتے ہیں اور ان کے جنازے بھی پڑھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ شوق سے پڑھیئے ان لوگوں کے جنازے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور شوق سے کیجئے ان سے رشتے ناطے جو حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ دجّال کہتے ہیں۔ سو اہل پیغام کو اپنا یہ مسلک مبارک۔ اور ہمیں اپنا مسلک مبارک۔!

لیکن لگے ہاتھوں اہل پیغام سے یہ سوال پوچھنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ کا مسلک یہ ہے کہ اہل قبلہ کا جنازہ پڑھنا جائز ہے تو مولوی محمد علی صاحب نے یہ وصیت اپنے متبعین کے لئے کیوں چھوڑی تھی کہ اہل پیغام کے موجودہ امیر مولوی صدرالدین صاحب ان کے جنازہ کو ہاتھ نہ لگائیں۔! کیا وہ خدانخواستہ مولوی صدرالدین صاحب کو اہل قبلہ میں سے شمار نہ کرتے تھے!؟

اب ہم پھر اصل سوال کی طرف آتے ہیں۔ اہل پیغام کہتے ہیں کہ اس بارہ میں اعتراض کا کبھی جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب نہیں دیا گیا۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ ضروری تھا کہ اس بیان کے بعد جماعت قادیان اپنے نئے مسلک کا اعلان کرتی اور اگر وہ یہ اعلان کرنا نہیں چاہتی تو کم از کم یہ اعلان ضرور کرتی کہ جماعت احمدیہ قادیان و ربوہ کو اس بیان سے اتفاق نہیں

لیکن اہل پیغام نے اخفاء حق سے کام لیا ہے کیونکہ اس اعتراض کا جواب اخبار الفضل میں بارہا پہلے دیا گیا تھا اگر اہل پیغام کو معلوم نہیں تو وہ ایڈیٹر پیغام صلح سے معلوم کر سکتے ہیں کہ ان کا یہ سوال تشنۂ جواب نہیں اخبار الفضل نے یہ بھی ثابت کیا تھا کہ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کا مسلک اپنی جگہ قائم ہے اور مذکورہ فقرہ کی حقیقت کو معترضین نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی

پس نہ تو کسی نئے مسلک کے اعلان کا سوال پیدا ہوتا تھا اور نہ ہی اس بات کی ضرورت تھی کہ جماعت اس بات کا اعلان کرتی کہ اسے حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے بیان سے اتفاق نہیں۔ اہل پیغام مغالطہ دینے کی کوشش میں مبتلا ہیں۔ اور اپنی روش کی اصلاح کرنے کی بجائے جماعت احمدیہ کو مطعون کر رہے ہیں۔

ان کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہم لوگ گاہے گاہے اس مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کرتے تھے

مگر یہ بھی مغالطہ دہی ہے اور اگر کسی احمدی عالم سے کبھی کسی پیغامی دوست کا تبادلۂ خیالات ہوا ہو تو اس احمدی دوست کا نام بھی نہیں بتایا گیا۔ اہل پیغام میں سے کئی ایک کی مرکز ربوہ میں آمد و رفت رہی ہے بالخصوص ایام جلسہ میں وہ وہاں آتے جاتے تھے۔ علماء میں سے کسی کے ساتھ انہوں نے تبادلۂ خیالات کیا ہو تو یہ سب اندھیرے میں ہی ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا گیا۔

درخواست دعا

محترم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اُورینوی (ڈی لٹ) صدر شعبۂ اردو پٹنہ یونیورسٹی کے لئے بدر کی گزشتہ اشاعت میں دعا کا اعلان کیا گیا تھا۔ موصوف کا خط آیا ہے کہ ابھی بیماری میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا

ڈاکٹر صاحب موصوف جماعت کے لئے اپنے دل میں خلوص اور درد رکھنے والے احباب میں سے ہیں۔ میں احباب کرام سے خصوصی دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و رحم سے انہیں شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین

مرزا وسیم احمد - قادیان

وصیت

صحت اور امن کی حالت میں وصیت کر لینی چاہیئے

وصیت کے متعلق جو شرائط سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہیں انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے احباب جماعت کو صحت اور امن کی حالت میں وصیت کرنی چاہیئے وصیت کرنے میں زیادہ تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔ کیا معلوم کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کب بلاوا آ جائے اور پھر وصیت کرنے کی توفیق نہ مل سکے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"موت کے وقت اکثر دنیا کا تصفیہ مشکل ہو جاتا ہے اور چونکہ آسمانی نشانوں اور بلاؤں کے دن قریب ہیں اس لئے خدا تعالےٰ کے نزدیک ایسے وقت میں وصیت لکھنے والا بہت درجہ رکھتا ہے جو امن کی حالت میں وصیت لکھتا ہے اور اس وصیت کو لکھنے میں جس کا مال دائمی مدد دینے والا ہو گا اس کو دائمی ثواب ہو گا۔ اور خیراتِ جاریہ کے حکم میں ہو گا"

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ضروری اعلان

قریباً چار ماہ کا عرصہ ہوا غلام احمد ابن مظہر حسین صاحب مہاجر کی بعض انتہائی نازیبا حرکات کی بناء پر بمنظوری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اخراج از جماعت اخراج از قادیان و پنجاب اور مقاطعہ کی سزا دی گئی تھی اور اس کا باقاعدہ اخبار بدر میں اعلان ہوا تھا۔

اب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت غلام احمد کی سزائے مقاطعہ کو معاف فرما دیا ہے۔ باقی سزاؤں کو تاحال بحال رکھا ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

وقفِ جدید میں شمولیت باعث ازدیاد النعمت ہے

احباب جانتے ہیں کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے وقفِ جدید میں ہر بچے بوڑھے، مرد اور عورت کو شامل ہونے کی تحریک فرمائی ہے اور آپ نے تبلیغِ اسلام کی جو بھی سکیمیں پیش فرمائی ہیں ان میں وقفِ جدید کے جہاد کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ آپ نے کئی مرتبہ فرمایا ہے کہ اگر جماعت کا ہر فرد صرف آٹھ آنے ماہوار اس میں دے تو ہماری تربیتی مہم کئی گنا تیز ہو سکتی ہے۔ پس احبابِ جماعت کا فرض ہے کہ خواہ اور کتنی ہی ذمہ داریاں کیوں نہ ہوں وقفِ جدید کے بارے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں۔

صرف چھ روپے سالانہ ادا کر کے آپ قرآنِ مجید کی اشاعت اور تعلیم کی بے پایاں برکات میں مستقل حصہ لے سکتے ہیں۔ اور یہ برکات جاودانی حیثیت رکھتی ہیں

آپ اس میں حصہ لیں۔ آپ کا دل ان برکات کو خود محسوس کرے گا۔ انشاء اللہ

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کے بڑے لڑکے عزیز عبدالجلیل خاں کی آنکھ کا اپریشن ۱۹ ر ظہور (اگست) کو ہوا۔ عزیز کی شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار عبدالحلیم خاں دھنوال ساہی اڑیسہ

۲۔ میری اہلیہ صاحبہ کافی عرصہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہیں۔ اب چند دنوں سے دماغی تکلیف شروع ہو گئی ہے۔ جس سے بہت فکرمندی ہے۔ حال ہی میں میری اہلیہ کے سونے چاندی کے زیورات چوری ہو گئے تھے اس نقصان اور پریشانی کا بھی اثر ان کی طبیعت پر ہے۔ احبابِ کرام ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں

خاکسار سید غلام مہدی ناصر مبلغ سلسلہ عالیہ سورو اڑیسہ

۳۔ مکرم بابا محمد اسماعیل صاحب درویش بعارضہ ٹی بی بیمار ہیں ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے ایڈیٹر

دواخانہ درویش رجسٹرڈ قادیان

حسن انسانی — عطیۂ انسانی

ہماری طرف سے پیش کردہ نسخے حضرت مولانا مولوی الحاج حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ حقیقی درویش شاہی حکیم جموں و کشمیر کے نسخہ جات پر مبنی ہیں۔

چنانچہ

۱ — سُرمہ درویش — مردوں کے لئے

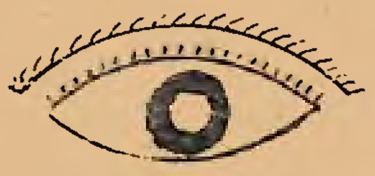

۲ — درویش کاجل — عورتوں کے لئے

آپ کے نسخہ ہائے کلاں ہیں جو کہ بچیس خالص اور قیمتی دیسی جڑی بوٹیوں اور سچے موتیوں کے مرکبات ہیں اور آنکھوں کی جملہ امراض ککرے۔ دھند۔ جالا۔ خارش۔ پانی بہنا اور کمزوری نظر کے لئے نہایت مفید ہونے کے ساتھ ساتھ آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں

۳۔ درویش امرت۔ ہیضہ۔ بدہضمی۔ قے۔ گیس نیز نزلہ زکام کھانسی سردرد کیلئے اور بخار وغیرہ کے لئے مفید ہے۔

۴۔ درویش منجن۔ دانتوں کے جملہ امراض پائیوریا۔ پانی لگنا پیپ آنا۔ درد رہنا خون آنا میل وغیرہ کیلئے مفید ہے۔ یہ نادر تحفہ دانتوں کو سفید اور مضبوط بناتا ہے

۵۔ درویش چورن۔ سخت پیٹ درد۔ گیس۔ دست وغیرہ کے لئے بے حد مفید ہے۔ ہر چیز ہضم کر کے معدہ کو مضبوط بناتا ہے۔

۶۔ درویش بام۔ سردرد۔ کمر درد۔ جوڑوں کے درد۔ چھاتی کے درد کے لئے نہایت مجرب اور مفید تحفہ ہے

۷۔ درویش سینٹ۔ اپنے کپڑوں پر لگائیے۔ سارا دن بھینی بھینی خوشبو محسوس کیجئے

قیمت ہر تحفہ فی شیشی ایک روپیہ صرف جو کہ قریباً لاگت ہے۔ شیشے کی سلائی ساتھ میں مفت۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ۔ ضرورت مند احباب اٹھرا کی بیماری کی گولیاں بھی ہم سے خرید سکتے ہیں

مینیجر دواخانہ درویش رجسٹرڈ۔ قادیان

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی کا دورۂ یوپی

صوبہ یوپی کی تمام جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی نظارت ہذا کی ہدایت کے ماتحت مورخہ ۲ سے یوپی کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ کر رہے ہیں عہدیدارانِ جماعت اور احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ تبلیغی و تربیتی امور کے بارہ میں ان سے تعاون فرمائیں۔ اپنے پروگرام کی اطلاع وہ خطوط کے ذریعہ سے تمام جماعتوں کو دے دیں گے

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

نمایاں کامیابی اور درخواستِ دعا

عزیز شمس عالم صاحب ابن مکرم سید عاشق حسین صاحب آف خانپور ملکی (بہار) کی طرف سے اطلاع آئی ہے کہ ان کی چھوٹی بہن عزیزہ خورشید جہاں سلمہا اس سال میٹرک کے امتحان میں فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئی ہے۔ احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ عزیزہ کی یہ کامیابی دینی دنیوی لحاظ سے سارے خاندان کے لئے بابرکت ہو۔ اور آئندہ کی کامیابیوں کا پیش خیمہ ہو

عزیز شمس عالم صاحب اسی ماہ میں بی ایس سی فائینل کا امتحان دے رہے ہیں۔ ان کی نمایاں کامیابی کے لئے بھی احبابِ جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار محمد عبداللہ۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

۔ درخواست دعا ۔

الحمد للہ کہ خاکسار کی اہلیہ ثانی کے پتے کا اپریشن مورخہ ۱۵ ر ظہور کو کامیابی کے ساتھ ہو گیا۔ کمزوری اور ضعف کی وجہ سے ابھی تک امرتسر کے ہسپتال میں ہی زیر علاج ہیں۔ جملہ احباب و بزرگان کرام سے ان کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار ملک صلاح الدین ایم۔ اے قادیان

پروگرام دورہ مولوی جلال الدین صاحب نیر انسپکٹر بیت المال

از ۷۰-۸-۱۵ تا ۷۰-۹-۱۰

جماعتہائے اڑلیسہ کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر فاضل انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مالی دورہ کر رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران مالی سے خصوصاً اور احباب جماعت سے عموماً تعاون کی تاکید کی جاتی ہے۔ انسپکٹر صاحب موصوف اپنے حالیہ دورہ میں جہاں پڑتال حسابات، تشخیص بجٹ ۷۱-۷۲ء کے علاوہ بلاتفصیل رقوم کی تفصیل، وعدے وصولی درویش فنڈ، نصرت جہاں ریزرو فنڈ وغیرہ کی طرف خاص توجہ دیں گے جملہ سیکرٹریان مال ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی جماعتوں کے بقایا جات کے متعلق صحیح رنگ میں کوشش کریں

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ ناظر بیت المال آمد قادیان

از جماعت	تاریخ روانگی	تا جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام
کلکتہ	۷۰-۸-۱۵	سورو	۷۰-۸-۱۶	ایک یوم
سورو	۱۷ " "	بھدرک	۱۷ " "	دو "
بھدرک	۱۹ " "	کٹک ٹاؤن	۱۹ " "	دو "
کٹک ٹاؤن	۲۱ " "	کیندرہ پاڑا	۲۱ " "	ایک "
کیندرہ پاڑا	۲۲ " "	سونگڑہ	۲۲ " "	دو "
سونگڑہ	۲۴ " "	کٹک پولیس لائن	۲۴ " "	ایک "
کٹک پولیس لائن	۲۵ " "	بھوبنیشور	۲۵ " "	½ "
بھوبنیشور	۲۶ " "	نیالی	۲۶ " "	½ "
نیالی	۲۷ " "	خوردہ	۲۷ " "	-
خوردہ	۲۷ " "	کیرنگ مع نرگاؤں	۲۷ " "	تین "
نرگاؤں	۳۰ " "	پوری	۳۰ " "	½ "
پوری	۳۱ " "	چودوار	۳۱ " "	½ "
چودوار	۷۰-۹-۱	کرڈاپلی مع ارکہ پٹنہ	۷۰-۹-۱	اڑھائی "
کرڈاپلی	۳ " "	پنکال مع کوٹ پلہ	۳ " "	دو "
کوٹ پلہ	۵ " "	بسنہ	۶ " "	ایک "
بسنہ	۸ " "	روڑکیلا	۸ " "	ڈیڑھ "
روڑکیلا	۱۰ " "	قادیان	۱۴ " "	

درخواستِ دعا: مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب خاکی آف دوڈہ (کشمیر) بعض پریشانیوں اور ابتلاؤں میں مبتلا ہیں ادران کے ازالہ کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کیلئے ایک ضروری وضاحت

مختلف جماعتوں کی طرف سے جو وعدہ جات موصول ہو رہے ہیں ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بعض دوستوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ اس اہم اور مقدس فنڈ میں زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار روپے تک دے سکتے ہیں۔ حالانکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۲ احسان مطابق ۱۲ جون ۱۹۷۰ء میں یہ وضاحت فرمائی ہے:۔

ایک صف: نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں پانچ ہزار یا اس سے زائد دینے والوں کی ہوگی کیونکہ اس میں یہ شرط نہیں کہ پانچ ہزار روپے سے زائد نہ دیں۔ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ پانچ لاکھ کی بھی توفیق دیتا ہے تو اسے پانچ لاکھ روپے کی رقم پیش کر دینی چاہیئے

پس وہ مخیر دوست جو اس اہم اور مقدس فنڈ میں پانچ ہزار روپے سے زائد کی توفیق رکھتے ہوں وہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تا مخلصین جماعتہائے بھارت کی طرف سے فضلِ عمر فاؤنڈیشن سے کم از کم دوگنی رقم پیش کر سکیں۔

امید ہے کہ عہدیداران اس وضاحت کو جمعہ کے روز احباب جماعت تک پہنچا کر ممنون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

— درخواستِ دعا —

خاکسار کے بڑے بھائی نور احمد صاحب نے میڈیکل فائنل کا امتحان دیا ہے۔ ان کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز مجھے کچھ پریشانیاں درپیش ہیں ان کے ازالہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔ خاکسار مشتاق احمد جوکی حسن (بہار)

کار اور ٹرک کے پرزے

اگر آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکا تو یہ مت خیال فرمائیے کہ یہ پرزہ بھارت میں نایاب ہو چکا ہے۔ آپ ٹیلیفون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta -1

تار کا پتہ "Autocentre" فون نمبرز 23 - 1652 / 23 - 5222

تصحیح

بدر ۱۶ جولائی میں صوبہ بہار کی تبلیغی دورہ کی رپورٹ میں صہ کالم ۲ پر مکرم محمد شمیم الدین صاحب بی اے بی ایڈ کی بجائے سید شمیم احمد صاحب ایم اے کا نام غلطی سے شائع ہو گیا ہے

بدر ۱۶ جولائی کے ضمیمہ میں جو وقف جدید کی طرف سے تھا۔ معاونین خاص وقف جدید میں سید صدر الدین صاحب بی ایس سی آف برہ پورہ کا نام غلطی سے صدر الدین صاحب ایم ایس سی شائع ہو گیا ہے

احباب تصحیح فرما لیں

ایڈیٹر

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام - دفاع، پولیس، ریلوے، فائر سروس، ہیوی انجینئرنگ، کیمیکل انڈسٹریز، مائینز، ڈیریز، ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں!

گلوب ربڑ ڈسٹریبیوٹرز

آفس و فیکٹری: ۱۰ بہو بھورام سرکار لین کلکتہ ۱۵ فون نمبر ۲۴ - ۳۲۷۲

شو روم: ۳۱/۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر ۲۴ - ۰۴۰۱

تار کا پتہ: "گلوب ایکسپورٹ" "Globe Export"